غیر مقلدین اور تطہیر مساجد کے بارے میں

ایک اہم فتویٰ

حضرت علامہ مفتی وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ

ادارہ معارفِ نعمانیہ لاہور

سلسلہ مطبوعات ۱۰۳

نام کتاب —— —— جامع الشواھد

فی اخراج الوہابین عن المساجد

(غیر مقلدین اور مسئلہ تطہیر مساجد)

تصنیف —— شیخ المحدثین حضرت علامہ شاہ

وصی احمد مُحدّث سورتی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیبِ جدید —— حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی

تحریک —— حضرت مولانا محمد احمد مصباحی

تائید —— حضرت مولانا محمد عبدالمبین نعمانی

سن اشاعت —— یکم رمضان ۱۴۲۰ھ / ۱۰ دسمبر ۱۹۹۹ء

شرف اشاعت —— ادارہ معارفِ نعمانیہ

شائقینِ علم ۱۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

ملنے کا پتہ

ادارہ معارفِ نعمانیہ

مُتصل جامع مسجد حنفیہ غوثیہ ۳۲۳ شادباغ ۔ لاہور

نگاہِ اوّلیں

باسمہٖ تعالیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ

زیر نظر فتوی کے مصنف شیخ المحدثین حضرت علامہ شاہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۸۳۶ء میں راندیر ضلع سورت (گجرات) میں پیدا ہوئے۔ شروع میں اپنے والد مولانا محمد طیب صاحب سے تحصیل علم کیا پھر علی گڈھ میں مولانا محمد لطف اللہ صاحب سے علوم و فنون کی تکمیل کی اس کے بعد سہارنپور میں محشی بخاری مولانا علی احمد کے درس حدیث میں شریک ہو کر ان سے سند و اجازت حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ فضل رحمان گنج مرادآبادی قدس سرہ سے بیعت و ارادت کا تعلق قائم کیا۔ حضرت نے آپ کو سند حدیث کے ساتھ سند خلافت سے بھی نوازا۔ پیلی بھیت میں آپ نے دیگر علوم و فنون کے ساتھ چالیس برس درس حدیث دیا پھر وہیں ۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۴ھ میں انتقال فرما کر مدرسۃ الحدیث کے قریب مدفون ہوئے۔

حضرت مولانا سید سلیمان اشرف چیرمین اسلامک اسٹڈیز مسلم یونیورسٹی علی گڈھ، مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا نثار احمد مفتی اعظم آگرہ، مولانا مفتی عبدالقادر لاہور، ملک العلما مولانا ظفرالدین، مولانا سید خادم حسین بن پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مولانا سید مصباح الحسن پھپھوندوی، مولانا عبدالعزیز خاں محدث بجنوری، صدرالشریعہ مولانا امجد علی (مصنف بہار شریعت) قطب مدینہ مولانا شاہ ضیاء الدین مدنی اور مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی وغیرہ آپ کے نامور تلامذہ میں سے تھے۔

آپ کا یہ فتویٰ جو عرصے سے نایاب ہے غیر مقلدیت کے فتنے سے بچنے کے لئے بے انتہا مفید ہے۔ اس لئے والد گرامی فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد صاحب قبلہ امجدی مدظلہ کی ترتیب جدید کے بعد صرف اللہ و رسول کی رضا و خوشنودی کی خاطر مسلمانوں کو ان کے شر سے بچانے کے لئے کتب خانہ امجدیہ اس کی اشاعت کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ اور آخر میں وجوب تقلید شخصی کے ثبوت میں مکہ مکرمہ کے مفتیان کرام کا ایک اہم فتویٰ بھی ضم کر رہا ہے۔ خدائے عزوجل ہماری اس دینی خدمت کو بھی قبول فرمائے۔ آمین

انوار احمد قادری امجدی

امجدی منزل، اوجھاگنج بستی

فہرست مضامین فتویٰ جامع الشواھد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ؕ

(۱) علمائے اہلسنت وجماعت اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں کہ یہ گروہ وہابیین یعنی فرقۂ غیر مقلدین بہیأت کذائی داخل ہے اہلسنت وجماعت میں یا خارج ہے ان سے مثل دیگر فرق ضالہ کے۔

(۲) اور ہم مقلدوں کو ان کے ساتھ مخالطت اور مجالست کرنا اور ان کو اپنے مساجد میں باوجود خوف فتنہ وفساد کے آنے دینا درست ہے یا نہیں؟

(۳) اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے بیّنوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل۔

جواب سوال اول

وہابیۂ غیر مقلدین دکہ قطع نظر عقائد کے جن کی علامات ظاہری اس ملک میں بحیثیت مجموعی نہ باعتبار افرادی ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہ کرنا اور[۲] فقہ کو مخالف حدیث کے کہنا اور[۳] مقلدین کا نام مشرک اور بدعتی رکھنا اور[۴] اپنے تئیں موحد اور محمدی ظاہر کرنا اور[۵] تقلید سے چڑھنا اور[۶] نفس انعقاد مجلس میلاد خیر العباد اور[۷] فاتحہ خوانی وعرس اولیاء اللہ کو شرک وبدعت کہنا اور[۸] بغیر کسی امام کی تقلید کے نماز میں آمین پکار کے کہنا اور[۹] وقت رکوع اور قومہ کے رفع یدین کرنا اور[۱۰] نماز میں ناف سے اوپر بلکہ سینے پر ہاتھ باندھنا اور[۱۱] امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا اور[۱۲] جو ایسا نہ کرے اس کو برا کہنا) مثل دیگر فرق ضالہ رافضی وخارجی وغیرہما کے اہل سنت وجماعت سے خارج ہیں کیونکہ ان کے بہت سے عقائد اور مسائل مخالف

اہل سنت وجماعت کے ہیں چنانچہ بموجب تحریر انھیں کی کتابوں کے چند عقائد اور مسائل بقید نام کتاب وہندسۂ صفحہ کے بطور نمونہ بیان کئے جاتے ہیں تاکہ پھر کسی منکر کو ان کے ثبوت میں گنجائش انکار اور شبہے کی باقی نہ رہے۔

پہلے ان کے عقائد سُنیئے اول یہ کہ خدائے پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہیں چنانچہ صفحہ ۵ کتاب صیانۃ الایمان مطبوعۂ مرادآباد تصنیف مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین میں مندرج ہے۔

دوم انبیاء علیہم السلام سے احکام دینی میں بھول چوک کے قائل ہیں جیساکہ مولوی حسین خاں صفحہ ۱۲ کتاب ردِ تقلید بہ کتاب المجید مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی میں اس مضمون کا اقرار کرتے ہیں اور طرہ یہ کہ اس کی صحت پر مولوی نذیر حسین وشریف حسین وغیرہما اکابر غیر مقلدین کی مہریں بھی ثبت ہیں حال آنکہ انبیا علیہم السلام تبلیغ احکام میں بالاتفاق معصوم ہیں۔

سوم یہ کہ آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہیں چنانچہ یہ مضمون صفحہ ۲ و ۱۶ نصر المؤمنین مصنفۂ اخوند صدیق پشاوری شاگرد رشید مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہے کہ انھوں نے خاتم النبیین کے الف لام کو عہد خارجی کا لکھا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ بعض کے خاتم ہیں نہ سب کے حال آنکہ آپ کل انبیاء کے خاتم اور نبی آخر الزمان ہیں کہ بعد آپ کے کوئی نبی نہ ہوگا۔

چہارم کہتے ہیں کہ حدیث آحاد سے یعنی سوائے حدیث متواتر کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت نہیں ہوتا جس کا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت سے سوائے ایک دو معجزوں کے زیادہ صادر نہ ہوئے کیونکہ سوائے قرآن کے اور معجزات حدیث متواتر سے ثابت نہیں ہوتے چنانچہ یہ مضمون کتاب دلیل محکم مطبوعۂ دہلی تصنیف مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہے۔

پنجم اجماع کل امت کا جس کی سند ہم کو معلوم نہ ہو حجت شرعی نہیں ہے جیساکہ صفحہ ۱۳۱ کتاب معیار الحق مطبوعۂ لاہور مصنفۂ مولوی نذیر حسین میں و صفحہ ۲۴ کتاب اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور تصنیف مولوی عبد اللہ محمدی معروف جہاؤ ساکن مئو میں موجود ہے۔

ششم مجتہد کا قیاس شریعت میں قابل اعتبار کے نہیں ہے چنانچہ اسی کتاب معیار الحق کے صفحہ ۷۹ میں اور اعتصام السنہ کے صفحہ ۳۶ میں مرقوم ہے۔

ہفتم کتاب دراسات اللبیب مطبوعۂ لاہور مصنفۂ ملا معین کے صفحہ ۲۱۹ میں لکھا ہے کہ حضرت امام مہدی کے زمانے میں رجعت ہوگی یعنی جو لوگ ان کی محبت میں بدون ملاقات کے مر گئے ہیں اور نہ پایا انھوں نے زمانہ امام کو تو بحکم خدائے تعالیٰ قبروں سے قبل قیامت کے زندہ ہوکر ان سے مستفید ہوں گے چنانچہ اصل عبارت عربی اس کتاب کی یہ ہے من مات علی الحب الصادق لِامام العصر المھدی علیہ السلام ولم یترك اوانہ اذِن اللّٰہ سبحانہ ان یحییہ فیفوز فوزًا عظیمًا فی حضورہٖ وھٰذہٖ رجعتہ فی عھدہٖ۔ حال آنکہ مسئلہ رجعت کا نزدیک اہل سنت جماعت کے مردود ہے چنانچہ امام نووی شارح مسلم

لکھتے ہیں کہ رجعت باطل ہے اور معتقد اس کے رافضی ہیں پس معلوم ہوا کہ یہ طریقہ رفاض کا ہے نہ اہلسنت کا۔

ہشتم کہتے ہیں کہ بارہ امام اور حضرت فاطمہ زہرا معصوم ہیں یعنی ان سے خطا کا ہونا محال ہے اور حضرت ابوبکر صدیق اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم کہ مخالف ہوئے حضرت علی کی بیعت خلافت میں اور حضرت فاطمہ کے ارث دینے میں وہ سب کے سب خطاوار ہیں اور نیز یہ کہتے ہیں کہ عصمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عقلی ہے اور عصمت امام مہدی کی نقلی چنانچہ یہ مضمون اسی کتاب دراسات کے صفحہ ۲۱۳ میں مرقوم ہے حالانکہ یہ عقیدہ بھی خاص رافضیوں کا ہے کہ بارہ امام اور چودہ معصوم ان کے یہاں مقرر ہیں اور ہمارے یہاں تو سوائے پیغمبروں کے کوئی دوسرا معصوم نہیں جیسا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ کے باب دہم میں لکھتے ہیں۔ مذہب اہلسنت نیست کہ کسی را غیر نبی معصوم دانند انتہی۔

نہم اسی کتاب دراسات میں حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم کو بمقابلۂ عصمت اہل بیت کے موضوع قرار دیا ہے اور حدیث اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمرؓ سے جواز اقتدائے شیخین کا قائل ہوا ہے اور وجوب و استحباب کو بالکل اڑا دیا چنانچہ عبارت عربی اس کی یہ ہے الحدیث الاول موضوع والا لکان قولہ اہتدیتم فیہ خاصۃً ممایدل علی عدم خطائہم والثانی منہ جواز الاقتداء بہما وہو لا یقتضی عدم خطائہما باوجودے کہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنی کتاب سیف المسلول

میں حدیث اصحابی کی نسبت لکھا ہے کہ منہ مشہورٌ وقد رواہ البیہقی باسانید متنوعۃٍ یرتقی بہا الی درجۃ الحسن دوسری حدیث اس موقع پر ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میں نہیں جانتا کہ زندگی میری کتنی ہے پس اقتدا کرو تم ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۳۶۵ میں فاضل مدراسی مولانا و استاذنا محمد عبدالعلی صاحب آسی نے اس حدیث کی پوری تخریج اسناد لکھ دی" اور توثیق روایت کردی۔

دہم حضرت ابوبکر صدیق حضرت فاطمہ زہرا کے ساتھ اور حضرت عمر حضرت علی کے ساتھ معاذاللہ عداوت اور کینہ رکھتے تھے چنانچہ صفحہ ۶۹ کتاب اعتصام السنہ مذکور میں مسطور ہے۔

یازدہم چاروں اماموں کے مقلد اور چاروں طریقوں کے متبع یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی اور چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ وغیرہ سب لوگ مشرک و کافر ہیں چنانچہ اسی کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۷۸ و ۷۹ میں لکھا ہے اور مولوی محمد تحسین نے رسالۂ اشعار الحق جواب رسالہ تنویر الحق میں سب مقلدوں کو اخوان یزید اور رافضی پلید اور شیطان و کافر لکھا ہے اور اسی طرح مولوی محی الدین نومسلم کتب فروش لاہوری نے بھی کتاب ظفر المبین مطبوعۂ لاہور مورخہ ۷ رمضان ۱۲۹۷ھ ہجری کے صفحہ ۱۸۹ و ۲۳۰ و ۲۲۲ میں تقلید کو شرک اور حرام اور مقلدین حنفیہ کو مشرک اور کافر لکھا ہے اور چاروں اماموں کے مصلوں کو ضلالت اور بدعت قرار دیا ہے جس کا جی چاہے دیکھے نعوذ باللہ منہا اسی طرح نواب صدیق حسن خاں نے فقہ کو جعلسازی و مکاری اور فقہا و مقلدین

کو مشرک و بدعتی و دغاباز لکھا ہے چنانچہ صفحہ ۳۵ و ۳۶ ترجمان وہابیہ
مطبوعۂ مفید عام آگرہ میں یہ عبارت موجود ہے کہ سرچشمہ سارے جھوٹے
حیلوں اور مکروں کا اور کان تمام فریبوں اور دغابازیوں کی علم فقہ ورائے
ہے اور مہا جال ان سب خرابیوں کا فقہا اور مقلدین کی بول چال ہے
اور ساری خرابی ڈالی ہوئی ان ملاؤں کی ہے جو دام تقلید میں گرفتار ہیں
اور نشۂ شرک و بدعت میں سرشار اور تمام عالم کا فساد اور ساری خرابیوں
کی بنیاد گروہ مقلدین سے ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۹۲ میں لکھا ہے
کہ کثرت نوافل نماز و وظائف اور صدقات طعام وغیرہ واسطے ثواب
رسانی اموات کے موافق طریقۂ ہنود کے ہے انتہی اور نیز نواب صاحب
نے نصب الذریعہ الی تعدید علوم الشریعہ مطبوع مفید عام آگرہ سنہ ۱۳۰۴ھ
کے صفحہ ۸۸ میں لکھا ہے کہ علم شرعی عبارت ہے تفسیر و حدیث و فقہ سنت
و فرائض سے رہی فقہ مصطلح سو یہ علوم دنیا سے ہے نہ علوم آخرت سے
انتہی بلفظہ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ فقہ اور فقہا سے اس شخص کو کس قدر
تعصب ہے کہ فقہِ مصطلح کو (کہ عبارت ہے حرام و حلال کے مسائل کو
کتاب و سنت و اجماع و قیاس سے استنباط کرنا اور کتب فقہ سے بلحاظ
مالہ و ما علیہ کے فتویٰ دینا) علوم دنیاوی سے شمار کیا۔

تنبیہ مقام عبرت ہے اور اتنی بڑی جرأت ہے کہ جب انھوں
نے علمائے مقلدین اور اولیائے کاملین کو بے دھڑک مشرک اور کافر
لکھدیا تو اب ان کے کفر و الحاد میں کیا شک باقی رہ گیا افسوس صد
افسوس ان ناعاقبت اندیشوں اور بے خبروں کو اتنی بھی خبر نہیں کہ
ہماری اس بیہودہ تقریر اور ناشائستہ تحریر سے خود ہمارے امام المحدثین

اور مقتدائے عالمین حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ الباری بھی معاذ اللہ
کافر و مشرک ہوتے جاتے ہیں بدین وجہ کہ وہ بھی مقلد ہیں امام شافعی
رحمۃ اللہ کے اور داخل ہیں زمرۂ مقلدین شافعیہ میں جیسا کہ زبدۃ المحدثین
عمدۃ المفسرین عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنی
کتاب الانصاف فی بیان سبب الاختلاف میں لکھا ہے ومن ھٰذا
القبیل محمد بن اسمٰعیل البخاریؒ فانہٗ معدود فی طبقات الشافعیۃ
ومن ذکرہٗ فی طبقات الشافعیۃ الشیخ تاج الدین السبکیؒ وقال
انہ تفقہ بالحمیدیؒ والحمیدی تفقہ بالشافعی واستدلؒ شیخنا
العلامۃ علی ادخال البخاریؒ فی الشافعیۃ بذکرہٖ فی طبقاتھم
وکلام النووی الذی ذکرناہٗ شاھد لہٗ انتھٰی یعنی جس طرح ابو جعفر
بن جریر طبری شافعی المذہب ہیں اسی طرح امام محمد بن اسمٰعیل بخاری
بھی مقلدین شافعیہ میں شمار کئے گئے ہیں اور جس شخص نے ان کو طبقات
شافعیہ میں ذکر کیا ہے وہ امام تاج الدین سبکی ہیں اور انھوں نے فرمایا
کہ امام بخاری نے علم فقہ سیکھا ہے امام حمیدی سے اور حمیدی نے امام
شافعی سے اور دلیل لائے ہیں ہمارے شیخ علامہ امام بخاری کے داخل
ہونے پر شافعیہ میں ساتھ مذکور ہونے ان کے طبقات شافعیہ میں
اور کلام امام نووی کا جو ذکر کیا ہم نے اس کو گواہی دے رہا ہے اس
بات کی کہ امام بخاری شافعی المذہب ہیں انتہی پس جب ایسے بڑے
امام المحدثین نے بدون تقلید کے دین میں چارہ نہ دیکھا ناچار مذہب
شافعی اختیار کیا تو اب ان لامذہبوں کو بتقلید امام بخاری علیہ الرحمہ کے
ضرور چاہیئے کہ کسی مذہب کو اختیار کریں اور اپنی لامذہبی پر ہزاروں بار

نفریں اور پھٹکار کریں۔

دوازدہم[12] جو شخص ایمان باللہ والیوم الآخر و تصدیق بما جاء به النبی رکھے اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے اس شخص کو غیر مقلدین مسلمان متقی اور مصداق اس آیت کا جانتے ہیں اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ چنانچہ یہ مضمون رسالہ ثبوت الحق الحقیق تصنیف مولوی نذیر حسین مطبوعہ چشمہ فیض دہلی محلہ پیپل مہادیو کے صفحہ اول میں مندرج ہے حال آنکہ صرف موصوف بالایمان ہونے اور تصدیق بما جاء به النبی کرنے سے مسلمان متقی کذائی نہیں ہوسکتا ورنہ باوجود مرتکب ہونے محرمات قطعیہ کے اور تارک ہونے واجبات حتمیہ کے متقی اور مصداق ہونا اس آیت کا لازم آتا ہے اور یہ بالاتفاق تمام علمائے اہلسنت کے نزدیک باطل ہے بلکہ متقی کذائی ہونے میں اتصاف بالحسنات اور احتراز عن السیآت بھی ضرور ہے اور مصداق آیۂ مذکورہ کے وہی لوگ ہیں جو باوجود موصوف بالایمان ہونے کے موصوف بالفضائل العملیہ بھی ہوں جیسے بذل اموال و ایتای زکوٰۃ و اقامت صلوٰۃ و ادائے صوم و حج و ایفای عہود و مواثیق و صبر و استقلال بوقت مصیبت و ملال غرضیکہ جملہ ضروریات دین اور مستحبات اسلام پر بھی عمل ہو۔

سیزدہم[13] اسی کتاب ثبوت الحق الحقیق کے صفحہ ۳ و ۴ و ۷ میں مولوی نذیر حسین نے تقلید کو بدعت مذمومہ اور مخالف طریق اسلام قرار دیا ہے اور ائمہ مجتہدین کو مثل احبار و رہبان یعنی علمائے یہود و ترسا کے بنایا ہے اور حضرات مقلدین کو مصداق ان آیات کا ٹھہرایا ہے اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ

اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا حال آنکہ یہ آیتیں یہود و نصاریٰ و کفار مشرکین کی شان میں وارد ہیں افسوس کہ مصداق اس کے مومنین و مجتہدین اسلام ٹھہرائے جائیں اس سے بڑھ کر تعصب اور گمراہی کیا ہوگی ؎

از برون طعنہ زنی بر بایزید
وز درونت ننگ می دارد یزید

خیال کرنا چاہئے کہ تفسیر آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے جو تحریم ما احل اللہ اور تحلیل ما حرم اللہ میں اپنے احبار و رہبان کا اتباع کیا تو کافر و مشرک ہوگئے ہم پوچھتے ہیں کہ وہ تحلیل اور تحریم محرمات و مباحات یقینیہ ضروریہ کی تھی یا ایسے محرمات و مباحات کی کہ جن کی حرمت و اباحت میں اختلاف اور ضروریات اجتہادگی ہے پس در صورت اول مولوی صاحب کو ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کی نسبت بھی تحلیل و تحریم محرمات و مباحات یقینیہ ضروریہ کی ثابت کرنا چاہئے حتیٰ کہ ان کے مقلدین بسبب اتباع کرنے کے ایسی تحلیل و تحریم میں مشرک و کافر قرار دیئے جائیں اور بدون اثبات اس امر کے مقلدین ائمہ کو مشرک قرار دینا قیاس ناروا اور اجتہاد بیجا ہے اور در صورت ثانی معاذ اللہ صحابۂ کرام کا مشرک و کافر ہونا لازم آتا ہے کیونکہ انھوں نے لفظ انت طالق ثلاثا سے طلقات ثلاثہ واقع ہونے میں حضرت عمر کا اتباع کیا ہے یا کافر ہونا خود بدولت اور ان کے اکابر کا مثل قاضی شوکانی و ابن القیم وغیرہم کے لازم آتا ہے اس واسطے کہ انھوں نے لفظ مذکور سے طلقات ثلاثہ نہ واقع ہونے میں ابن تیمیہ و داؤد ظاہری و ابن حزم کی تقلید کی ہے پس شق اول تو بدیہی البطلان

ہے کہ صحابہ سے تحریم ما احل اللہ ہرگز نہیں ہو سکتی اور شق ثانی بزعم مولوی صاحب کے متعین ہو گئی اب اس کا کیا جواب ہے کیوں ایسی بات کیجئے کہ اُلٹا الزام اس کا اپنے اوپر لیجئے۔

چہاردہم[۱۴] رسالۃ الاحتوا علی مسألۃ الاستوا تصنیف نواب صدیق حسن خاں امیر بھوپال مطبوعہ گلشن اودھ لکھنؤ میں لکھا ہے کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے اور عرش اس کا مکان ہے اور دونوں قدم اپنے کرسی پر رکھے ہیں اور کرسی اس کے قدم رکھنے کی جگہ ہے اور ذات خدا کی جہت فوق اور طرفِ علو میں ہے اور اس کو فوقیت جہت کی ہے نہ فوقیت رتبے کی اور وہ عرش پر رہتا ہے اور اترتا ہے ہر شب کو طرف آسمان دنیا کے اور اس کے لئے داہنا بایاں ہاتھ اور قدم اور ہتھیلی اور انگلیاں اور دو آنکھیں اور منہ اور پنڈلی وغیرہ سب چیزیں بلا کیف ثابت ہیں اور جو آیتیں اس بارے میں ہیں سب محکمات ہیں آیات متشابہات نہیں اور ان آیات واحادیث میں تاویل نہ کرنا چاہئے سب آیتیں اور حدیثیں اپنے ظاہر معنی پر محمول ہوں گی اور اسی ظاہر معنی پر عمل اور اعتقاد رکھنا چاہئے انتہی۔

حال آنکہ یہ مذہب فرقہ مجسمہ ومشبہہ وجہلہ حنابلہ کا ہے اور مخالف ہے اہل توحید وارباب تنزیہ سنت جماعت کے چنانچہ اس رسالے کے رد میں رسالہ استیلا علی الاحتوا مطبع مصطفائی لاہور میں چھپ چکا ہے اور دوسرا رسالہ بھی اس کے جواب میں موسوم بہ ضوء الایمان فی تنزیہ الرحمن مطبع رحیمی لودھیانہ میں مطبوع ہوا ہے ان دونوں رسالوں میں مذہب اہل حق کو خوب تفصیل سے لکھا ہے اور نواب صاحب کے عقائد کا رد

بخوبی کیا ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے صفات وارادۃ فی الشرع پر ہرگز ایمان نہیں لائے ہیں بلکہ ظواہر معنی متشابہات پر اپنی رائے اور تاویل اور تفسیر کے موافق ایمان لائے ہیں اور اس سے مصداق زائغین اور مفتّن فی الدین کے بن گئے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ یعنی جن لوگوں کے دلوں میں کجی اور گمراہی ہے سو وہ پیروی کرتے ہیں ظواہر معنی آیات متشابہ کی بغرض فتنہ انگیزی اور واسطے چاہنے اس کی حقیقت کے حال آنکہ حقیقت اس کی اللہ ہی جانتا ہے۔

پس اس بارے میں مذہب اہل سنت وجماعت کا یہی ہے کہ آیات واحادیث صفات باری تعالیٰ باعتبار الفاظ اور کلمات کے محکم ہیں یعنی صاف اور واضح الدلالۃ ہیں اور باعتبار مفاہیم اور معانی کے متشابہ ہیں یعنی ان کے کئی کئی معنی ہیں اور اجمالاً اس کے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا کافی اور بلا ضرورت اس کی تفسیر اور تاویل نہ کریں اور حق تعالیٰ کو ان صفتوں کے حقائق سے پاک اور منزہ جانیں اور اس کے مرادی معنوں کو علم الٰہی کے سپرد کر دیں اور اس کی کیفیت سے ساکت اور خاموش رہیں اور اس کے کسی معنی کو معین نہ کریں مثلاً یہ نہ کہیں کہ استوا بمعنی استقرار یا جلوس کے ہے یا ید بمعنی قدرت یا جارحہ کے ہے یا وجہ بمعنی ذات یا منہ کے ہے بلکہ اتنا کہنا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور صاحب ید اور صاحب وجہ ہے کیونکہ ظاہر معنی متشابہات کے لینے سے اللہ تعالیٰ کے واسطے جسم اور صورت اور جہت تحتانی وفوقانی اور مکان وزمان وجوارح ودیگر لوازم جسمیت من صفات الحوادث والممکنات ثابت ہوتے ہیں

حال آنکہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے اور ان چیزوں سے منزہ اور پاک ہے اور
اس کا نہ منہ ہے اور نہ ہاتھ ہے اور نہ وہ چڑھتا ہے اور نہ اُترتا ہے اگرچہ
بے کیف سہی فَافْهَمْ وَخُذْ هٰذا مِنْ عقائد الفقهاء والمحدّثين
ولاتكن من الظواهرية والغير المقلدين ـ

پانزدہم بیس رکعت تراویح کو بدعت اور ضلالت جانتے ہیں
اور اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صریح خاطی اور مخترع
بدعت ضلالہ کا ٹھہراتے ہیں چنانچہ نواب صدیق حسن خاں امیر بھوپال
نے کتاب الانتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ میں
حضرت عمر کو نہایت بے باکی سے صاف خاطی اور بدعت ضلالہ کا مخترع
لکھا ہے چنانچہ عبارت اس کی یہ ہے واما قوله نعم البدعة هذه
فليس فى البدعة مايمدح بل كلّ بدعة ضلالة وليس المراد
بسنة الخلفاء الراشدين الّا طريقتهم الموافقة بطريقته من
جهاد الاعداء وتقوية شعائر الدّين ونحوها ومعلومٌ من
قواعد الشريعة انهٗ ليس لخليفة راشد ان يشرع طريقة غير
ما كان عليهِ النّبيّ ثم ان عمر نفسه الخليفة الراشد سمّٰى ما راٰه
من تجميع صلاته ليل رمضان بدعة ولم يقل انها سنّةٌ ـ اس
تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ نواب بھوپال نے جماعت تراویح کو مخالف
حکم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمجھ کر اس پر اطلاق سنت کا ناجائز
خیال کیا ہے حال آنکہ قول و فعل صحابۂ کرام بھی سنت ہے جیسا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علیکم بسنّتی وسنّة الخلفاء الراشدین
من بعدی اور سوائے اس کے اس بیس رکعت تراویح کو بدعت عمری

کہنا رافضیوں کا قول ہے کما ذکرہ السیوطی فی جوامعہ اور آٹھ رکعت تراویح
کو سنت کے بہانے سے راحت نفس کی سمجھ کر پڑھنا اور بیس رکعت کو
بدعت عمری کہہ کے مشقت کے سبب سے چھوڑ دینا تو صریح اس میں تقلید
خواہش نفسانی ہے نہ اتباع سنت رسول رحمانی بلکہ آنحضرت کی سنت
فعلی کو بنظر تخفیف محنت کے لینا ہے اور سنت قولی کو تو بباعث مشقت
کے چھوڑ دینا ہے ـ

سبحان اللہ دعویٰ یہ کہ ہم پوری سنت پر عمل کرتے ہیں اور عمل
یہ کہ آدھی سنت پر چلتے ہیں اور وہ آدھی بھی پوری نہیں اس واسطے کہ
آنحضرت نے نماز تراویح ایک مرتبہ تہائی شب تک پڑھی اور دوسری
مرتبہ نصف شب تک پڑھی اور تیسری مرتبہ یہاں تک پڑھی کہ صبح کا وقت
قریب ہو گیا تھا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے پس غیر مقلدین اس
طرح طول قیام کے ساتھ کہاں پڑھتے ہیں تاکہ پوری پوری سنت قولی کی
تعمیل ہو اور اس پر طرہ یہ کہ جو تمام امت محمدیہ شرق سے غرب تک بیس رکعت
تراویح کی پڑھتے ہیں اور سنت قولی و فعلی دونوں پر عمل کرتے ہیں (یعنی
بیس رکعت تو موافق سنت قولی کے ادا کرتے ہیں اور آٹھ رکعتیں سنت
فعلی کی تو بیس کے اندر آ گئیں) بدعتی اور تارک سنت نبوی ہو جائیں اور
خود جو نیم سنت پر چلتے ہیں عامل بالسنہ کہلائیں ـ

یہ بھی عجیب دھوکے کی بات ہے جو پیرو سنت کہلاتے ہیں وہ
راہ سنت پر نہیں آتے ہیں اور جو سنت کو بجا لاتے ہیں وہ بدعتی کا خطاب
پاتے ہیں کیا اندھیر ہے اور کیسا اُلٹ پھیر ہے کہ غیر مقلد نے صرف آٹھ
رکعت پڑھ کے فراغت پائی تخفیف عبادت کی راحت اٹھائی اور مقلد

نے ہر چند کہ بیس رکعت ادا کرنے میں بار مشقت اٹھایا لیکن ہر دوست
کے میدان تکمیل پیروی سے قدم نہ ہٹایا ؎

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا
کس منہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

شانزدہم [۱۶] کتاب منجی المؤمنین مطبوعہ مطبع محمدی لاہور تصنیف قاضی محمد حسین ساکن اچرا ضلع مالوان کے صفحہ ۹۷ تا ۱۰۴ میں لکھا ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہنے والا کافر اور مشرک ہے کہ اس نے یہ تینوں شرک کئے ۱ اشراک فی العلم اور ۲ اشراک فی التصرف اور ۳ اشراک فی العبادۃ اور اسی طرح سے یا رسول اللہ کہنے والا بھی کافر اور مشرک ہے حال آنکہ یہ کہنا بالکل تعصب اور نفسانیت سے بھرا ہے اور خود معترض علم معرفت سے بے بہرہ ہے۔

ہفدہم [۱۷] اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۹ میں لکھا ہے جو کوئی اذان میں وقت سننے اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے انگوٹھوں کو چوم کے آنکھوں پر رکھے وہ بدعتی ہے اور جس قدر اس بارے میں حدیثیں ہیں وہ سب موضوع اور بناوٹی ہیں اور عمل کرنا ان پر موجب ضلالت ہے حال آنکہ یہ کہنا بھی بالکل حماقت اور جہالت ہے۔

ہیجدہم [۱۸] اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۶ سے تا ۱۲۸ میں مرقوم ہے کہ آنحضرت کا عالم برزخ میں احوال اور اعمال امت پر واقف ہونا بدیہی البطلان ہے اور اعتقاد اس پر موجب شرک جلی اور مستلزم اثبات

علم غیب ہے کہ یہ خاصہ علام الغیوب کا ہے اور جو بواسطۂ ملائکہ کے احوال امت پر آپ مطلع کئے جاتے ہیں سو یہ بھی غیر متیقن غیر مثبت ہے اور قابل اعتبار کے نہیں ہے کہ سوائے ارباب سیر کے کسی نے معتبرین اہل حدیث سے اس کو نقل نہیں کیا بلکہ حدیثیں اس کے خلاف پر وارد ہیں ——— حال آنکہ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ قبر شریف میں آنحضرت پر احوال و اعمال امت پیش کئے جاتے ہیں جن لوگوں کے اعمال صالحہ ہوتے ہیں تو آپ خوش ہوتے ہیں اور جن کے اعمال بد ہوتے ہیں تو آپ ان کے حق میں دعا و استغفار فرماتے ہیں۔

نوزدہم [۱۹] اسی کتاب میں صفحہ ۱۳۰ سے تا ۱۳۳ لکھا ہے کہ میت کو ادراک اور سماع ثابت نہیں ہے ارواح مفارقہ کو تعلق اور حیات صرف بقدر ماینا آلم ویتلذذ بہٖ حاصل ہے اور جو حدیثیں کہ شرح الصدور میں دربارۂ اثبات سماع موتیٰ کے وارد ہیں وہ قابل تمسک نہیں کہ اکثر حدیثیں اس میں رسائل جلال الدین سیوطی کی طبقۂ رابعہ سے لکھی ہیں اور احادیث طبقۂ رابعہ اس قابل نہیں ہیں کہ کسی عقیدے یا عمل کے اثبات میں قابل سند و تمسک ہوں ——— حال آنکہ عقیدۂ اہل سنت اس میں یہ ہے کہ ادراک اور سماع اموات کو حاصل ہے اور یہ بات قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

بستم [۲۰] اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۴ میں مرقوم ہے کہ ارواح انبیائے کرام و اولیائے عظام سے خلق اللہ پر کسی طرح کا فیض نہیں ہے اور افعال اختیاریہ و غیر اختیاریہ میں استفاضہ ان سے شرعاً و عقلاً ناجائز بلکہ بدیہی البطلان ہے ورنہ بعثت انبیا کی مرۃً بعد اخریٰ بیکار اور بیفائدہ

ہوجاتی ہے اور ایک ہی وجود شریف حضرت آدم علیہ السلام کا قیامت تک کافی ہوجاتا اور وہ آثار افادہ واستفادہ وتعلیم وتعلم کے جو آنحضرت سے بعد انتقال کے زمانۂ صحابہ میں پائے گئے وہ سب بے اصل معلوم ہوتے ہیں ورنہ اگر قبر شریف سے تعلیم وافادہ ہوتا تو آپ کے تعیین کفن و کیفیت دفن وغسل ودیگر مسائل عبادات ومعاملات میں فیما بین صحابہ اختلاف نہ پڑتا اور نوبت محاربات ومنازعات ومشاجرات صحابہ کی نہ آتی اور اسی طرح اختلاف تابعین وتبع تابعین وائمۂ مجتہدین ومفسرین ومحدثین کا ہرگز نہ رہتا بلکہ کارخانۂ قیاس واجتہاد واستنباطات مسائل و تتبع روایات احادیث وفقہ کا درہم برہم ہوجاتا انتہی ـــــ خدا بچائے ایسی سوء عقیدت اور بدگمانی سے کہ صریح اس سے معجزات انبیا اور کرامات اولیا کا انکار پایا جاتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بست ویکم[21] اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۵ میں مرقوم ہے کہ استمداد اہل قبور سے بایں طور کرنا کہ یا حضرت واسطے حصول مطالب کے دعا فرمائیے یہ خلاف شرع بلکہ موجب شرک ہے کہ یا حضرت کہنا سماع کو چاہتا ہے اور ادراک وسماع اہل قبور سے بالکل منتفی ہے اور نیز واسطے دعای اہل قبور کے کوئی اثر مترتب نہیں ہے پس دعا کرانا ان سے لغو ہے انتہی ـــــ پس یہ عقیدہ بھی خلاف اہل سنت کے ہے۔

بست ودوم[22] اور اسی صفحہ ۱۳۵ میں لکھا ہے کہ سفر کرنا بقصد تحصیل برکت کے امکنۂ ثلاثہ یعنی مسجد نبوی ومسجد حرام ومسجد بیت المقدس کی طرف بحکم حدیث لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد الخ منصوص ہے اور بجز ان مقامات کے اور کسی قبر نبی یا ولی کی زیارت کو دور سے

جانا جائز ہے کہ خود حدیث صحاح کی موجود ہے کہ فرمایا آنحضرت نے لا تتخذوا قبری وثنًا اور دعا مانگی آپ نے اللّٰھم لا تجعل قبری وثنًا یعنی اے اللہ نہ بنا میری قبر کو بت کہ لوگ اس کی پرستش کریں اور یہاں سے معلوم ہوا کہ وثن صنم سے عام ہے کہ صورت وغیر صورت دونوں پر بولا جاتا ہے اور بھی یہ بات دریافت ہوئی کہ قبر بھی بر تقدیر پرستش کے داخل اوثان ہے اور مصنف ابو بکر بن شیبہ میں مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت کی قبر شریف کے پاس کھڑا ہو کے کچھ عرض حال کر رہا تھا پس زین العابدین علی بن حسین نے اس کو منع کیا اور کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے لا تتخذوا قبری وثنًا پس یہاں سے یہ بات نکل آئی کہ جس طرح بت پرست بتوں کے آگے عرض حال کرتے ہیں اس طرح کسی قبر کے آگے نہ کیا جائے ورنہ وہ قبر حد اوثان میں داخل ہوجائے گی اور اجتناب اس سے واجب ہوگا اسی واسطے خواجہ بہاء الدین نقشبند نے فرمایا ؎

تو تا کے گور مرداں را پرستی
بگرد کار مرداں کن درستی

انتہت خلاصۃ ما فی منہج المؤمنین بل ھذا مھلکۃ من الاضلال لعوام المقلدین۔

اب ان غیر مقلدوں کا کیا کہنا کہ جس طرح محمد بن عبد الوہاب نجدی نے آنحضرت کے مزار شریف کو اسی کج فہمی کے سبب صنم اکبر قرار دے کر انہدام کا حکم لگا دیا تھا یہ بھی ویسا ہی کیا چاہتے ہیں اور یہ خبر نہیں کہ خود حق تعالیٰ مانعین زیارت نبوی پر لعنت فرماتا ہے اس واسطے کہ جب یہ حدیث صحیح دربارۂ وعید غیر مجوزین زیارت نبوی کے وارد ہوگئی من حج ولم

یزر قبری فقد جفانی یعنی جس نے حج کیا اور نہ زیارت کی میری قبر کی سو اس نے بے شک مجھ پر ظلم کیا جب اللہ مطلق ظالموں کے حق میں ارشاد فرماتا ہے کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ پس جو لوگ کہ آنحضرت پر ظلم کرنا جائز رکھیں گے وہ تو اللہ کے نزدیک بہت بڑے پکے ملعون ہوں گے۔

بست و سوم (۲۳) ختم پنج آیت و سوم میت و مصافحہ جمعہ و معانقہ عیدین و مجلس میلاد خیر العباد و عمل اسقاط میت وغیرہ یہ سب امور بدعت اور ضلالت ہیں چنانچہ یہ مضمون کتاب تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ والالہام تصنیف ابو عبد اللہ قصوری عرف غلام علی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرت سر مورخہ سنہ ۱۲۹۸ھ کے صفحہ ۱۵ میں مرقوم ہے۔

بست و چہارم (۲۴) اسی کتاب کے صفحہ ۲۰ و ۲۱ میں لکھا ہے کہ تاثیر اوراد و اعمال سلب امراض و افاضۂ توبۂ عاصی و تصرف خیال و آگاہی نسبت اہل اللہ و اطلاع خطرات قلبیہ و کشف وقائع آیندہ و دیگر تصرفات اولیاء اللہ و کشف قبور و کشف ارواح و تعویذات و طریق دفع بلیات وغیرہ من اعمال المشایخ الصوفیہ سب شرک اور بدعت ہیں اور خلاف حدیث و سنت ——— اور صفحہ ۲۸ میں بعد انکار ورد بیعت صوفیہ کے لکھا ہے کہ بہت بڑا استدلال اس بیعت کے حرام ہونے پر یہ ہے کہ بیعت مروجہ یعنی پیری مریدی سے دین اسلام میں اس قدر فتور اور فسادات پڑے ہیں کہ جن کا شمار امکان سے باہر ہے شرک فی الالوہیت و شرک فی الربوبیت و شرک فی الدعا جس قدر اقسام شرک کے ہیں سب اسی سے پیدا ہوئے ہیں ——— اور صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے کہ سچ پوچھو تو یہی بیعت مروجہ باعث ہوتی ہے کلمات کفریہ و اعتقادات حلولیہ کی جس کو

فنا فی اللہ اور فنا فی الشیخ سے تاویل کرتے ہیں انتہی ——— مقام حیرت اور جای عبرت ہے کہ اس شخص نے بتقلید نفس پلید بلکہ باتباع خبیث یزید کے حضرات صوفیۂ کرام کی شان میں کیسی کیسی صریح بے ادبیاں کی ہیں کہ گویا گالیاں دی ہیں منتقم حقیقی اس کا بدلہ لے یا اس کو توفیق ہدایت دے۔

بست و پنجم (۲۵) اسی کتاب کے صفحہ ۳۳ میں لکھا ہے کہ دُرود مستغاث اور دلائل الخیرات و کبریت احمر و دُرود اکبر وغیرہ کتب دُرود سب بے اصل اور محض اختراعی ہیں بلکہ یہ دُرود ہی نہیں انتہی ——— خدا بچائے ایسے خیالات واہیہ اور مقالات بیہودہ سے کہ بالکل خباثت اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صاف عداوت معلوم ہوتی ہے۔

بست و ششم (۲۶) اسی کتاب کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ میں فرط محبت عقلی کو آنحضرت کے ساتھ شرک لکھا ہے اور آپ کے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے کو مشرک کہا ہے نعوذ باللہ منہا اور اسی بنا پر صفحہ ۴۳ میں حضرت مولانا نظام الدین گنجوی کو مشرک لکھدیا ہے کہ انھوں نے بہ سبب فرط محبت کے سکندر نامہ میں یہ بیت نعتیہ لکھی ہے ؎

چہ گویم کہ عیسیٰ بموکب رواں
بہار و پیش خضر و موسیٰ دواں

اور لکھا ہے کہ اس فرط مدح میں دوسرے پیغمبروں کی تحقیر اور توہین ہوئی جاتی ہے ——— حال آنکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو ایسے سید المرسلین خاتم النبیین کی سواری معراج کے ساتھ ساتھ جلو میں ہونا پیغمبروں کا موجب کمال تعظیم اہل موکب ہے اور نہایت عزت و

تکریم ہمراہیان کا سبب ہے اور احادیث سے ثابت ہے شب معراج میں آپ بمقام بیت المقدس سب پیغمبروں کے پیشوا اور امام ہوئے اور سبھوں نے آپ کے پیچھے اقتدا کی اور نماز پڑھی اسی طرح سے آسمانوں میں بھی پیغمبروں نے بتعظیم تمام آپ کا استقبال کر کے ملاقات کی اور اپنی اپنی حد اختیار تک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے ساتھ رہے اس میں تو کوئی توہین پیغمبروں کی نہیں نکلتی ہاں البتہ بزرگی اور سرداری آپ کی سب پیغمبروں پر ظاہر ہوتی ہے اس میں کیا قباحت کہ خود حق تعالیٰ نے آپ کو سارے پیغمبروں کا سردار اور بادشاہ بنا کے بھیجا اور سب اہل اسلام کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ آپ افضل الانبیا اور سید المرسلین ہیں۔

پس ایک خارج کی معمولی مثال دے کر ہم قصوری صاحب سے پوچھتے ہیں کہ جب دولہا برات میں گھوڑے پر سوار ہو کے جاتا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ براتی بڑے بڑے بزرگ مثل باپ اور دادا اور نانا اور چچا اور استاد اور پیر وغیرہ کے پیادہ پا چلتے ہوں تو کیا اس دولہا کے یہ سب بزرگ خدمت گار اور سئیس کہلائیں گے اور کیا دولہا کے ہمرکاب ہونے سے ان بزرگوں کی تحقیر اور توہین لازم آئے گی حاشا وکلا ہرگز نہیں پس اس شعر کے سبب حضرت نظامی کو مشرک کہنا قصوری صاحب کی عقل کا قصور ہے اور دماغ میں ان کے بالکل فتور ہے۔

بست و ہفتم (۲۷) اسی کتاب کے صفحہ ۴۵ سے صفحہ ۴۹ تک لکھا ہے کہ الہام صرف دل کے خیال کو کہتے ہیں خواہ خدا کی طرف سے ہو خواہ شیطان

کی جانب سے خواہ وہ خیر ہو خواہ شر اور الہام ہر ایک کو ہوتا ہے مکھی سے لے کر انسان تک اور کافر سے لے کر مسلمان تک اس میں کسی کی خصوصیت نہیں ہے اس الہام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجھنا خطا ہے بلکہ ہر ایک مومن اولیاء اللہ ہے اور الہام کسی کا خاصہ نہیں انتہی کلامہ۔

واہ اب کیا پوچھنا ہے کہ مکھی مچھر اور مشرک و کافر کو بھی الہام ہونے لگا اور ہر مومن خواہ فاسق ہو یا فاجر مورد الہام ہے۔ لاحول ولا قوۃ ایسی سمجھ کے آدمی سے خدا بچائے اور کسی مسلمان کو ان کے دام وسوسۂ شیطانی میں نہ پھنسائے۔

ظاہر ہے کہ وسوسۂ امور شر میں شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور الہام امور خیر میں رحمٰن کی جانب سے ہوتا ہے جیسا کہ علما نے بیان کیا الالہام القاء معنیً فی القلب بطریق الفیض من الخیر لیخرج الوسوسة۔

بست و ہشتم (۲۸) اسی کتاب کے صفحہ ۴۴ و ۴۵ میں لکھا ہے کہ سب افعال اور اقوال آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریعی اور محمود نہیں ہیں اور عصمت مطلقہ آپ کے واسطے ثابت نہیں ہے ورنہ صحابہ آپ کی بعض خطاؤں پر اعتراض نہ کرتے انتہت خلاصۃ کلامہ ــــــ یہاں تو ملا قصوری آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی خوش عقیدہ نہیں ہے اور ان کو پیغمبر معصوم نہیں سمجھتا ہے اور آپ کے بعض قول و فعل کو خلاف شرع اور نامحمود بتاتا ہے اور انہیں کی امت میں ہو کر انھیں پر اعتراض جماتا ہے اور نسبت اس کی صحابہ کی طرف لگاتا ہے۔ معاذ اللہ اگر کوئی بادشاہِ دین ہوتا تو اس گستاخی اور بے ادبی کی ضرور سزا دیتا اور

دائرۂ اسلام سے خارج کر کے بدلا اس کا قرار واقعی لیتا۔

خیر اب ہم ملا قصوری کے اس قصور سراپا فسق و فجور کو منتقم حقیقی کے سپرد کرتے ہیں کہ وہ اپنے حبیب پر افترا اور اعتراض کرنے والوں کو خوب سمجھ لے گا جو چاہے گا اس کی سزا دے گا ــــــــ حال آنکہ عقیدہ اہل سنت کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ ہے کہ جملہ افعال و اقوال آپ کے محمود اور مشروع ہیں اور مطلق عصمت آپ کو حاصل ہے سب صحابہ آپ کے حکم کے تابع اور فرماں بردار تھے کسی نے آپ پر اعتراض نہیں کیا بلکہ بعض معاملات میں بطریق مشورہ اور بمقتضائے مصلحت وقت کے عرض حال کرتے تھے اور آپ کو ہر کام میں امام مطلق اور پیشوائے برحق سمجھتے تھے اور کسی نے مخالفت اور عدول حکمی آپ کی نہیں کی کہ اس پر یہ آیت واضح الدلالۃ ناطق ہے وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا یعنی نہیں لائق ہے واسطے کسی مومن کے اور نہ مومنہ کے جب کہ مقرر کر دے اللہ اور رسول اس کا کوئی کام یہ کہ ہو واسطے ان کے اختیار اپنے کام سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی سو وہ بالکل گمراہ ہو گیا۔

بست و نہم ۲۹ اسی کتاب کے صفحہ ۵۵ میں تضمین اور اقتباس قرآنی کو کفر اور ممنوع لکھا ہے اسی بنا پر شیخ سعدی و حضرت جامی و حافظ ایسے بزرگوں کو جن کی جلالت و منزلت و ثقاہت متفق علیہ زمانہ ہے کافر بنا دیا اور ان پر تکفیر کا فتویٰ لگا دیا صرف اس قصور پر کہ سعدی نے گلستاں میں ؎

زینہار از قرین بد زنہار
وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ

اور جامی نے زلیخا میں ؎

شد از سبوحیان گردوں صدا دہ — کہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ

اور حافظ نے اپنے دیوان میں ؎

چشم حافظ زیر بام قصر آں حور سرشت — شیوۂ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ داشت

کو آیات سے تضمین کر کے قرآن کو سیاق سے نکال کر اپنے جنس کلام سے کیوں کر دیا اس واسطے کہ یہ آیتیں جس محل اور مورد پر وارد ہوئی تھیں اس کے خلاف یہاں وارد کیا ہے اس لئے کہ قرین بد کو عذاب نار قرار دیا اور سُبْحَانَ الَّذِیْ الخ کو حق تعالیٰ نے اپنی تعریف میں فرمایا ہے نہ یہ کہ وقت معراج نبوی کے فرشتوں سے اس کے پڑھنے کو کہا ہے اور حافظ نے معشوق کے محل کو جنت اور اپنی آنکھوں کو نہر قرار دیا پس کتنی بڑی تحریف قرآن کی کی ہے۔

حال آنکہ پہلے شعر میں تضمین آیت کی نہیں ہے کیونکہ آیت تو فقط وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہے یا فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہے پس قصوری صاحب کا فہم قرآن میں سراسر قصور ہے اس واسطے کہ یہ پورا مصرعہ سعدی علیہ الرحمہ کی تصنیف دعا سے ٹھیرا اور آیت شریف نہ ہونا اس کا قصوری صاحب کو بالکل یاد نہ رہا سچ تو یہ ہے کہ دروغگو را حافظہ نباشد ورنہ کبھی اس کو آیت قرار دے کر ایسے بزرگ کی تکفیر پر مستعد نہ ہو جاتے ــــ اور یہ سمجھنا کہ شعر جامی میں آیت سیاق سے نکل گئی صرف منشائے سوء فہمی اور عقل کی کمی ہے کوئی عاقل اس کو نہیں کہے گا کہ یہ آیت اپنے

سیاق سے نکل گئی کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہے کہ جب آنحضرت شب معراج میں آسمان پر پہونچے تو ملائکہ نے آپ کا یہ عروج اور مرتبہ دیکھ کر اس آیت کو جو خاص بیان معراج میں وارد ہے زبان حال سے بطور تسبیح کے ادا کر دیا یا بزبان قال بعینہ پڑھ دیا۔ جیسے احادیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بوقت افتتاح صلوۃ کے آیت اِنّی وَجَّھتُ وَجھِیَ الخ جو خاص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق میں وارد ہے بعینہ پڑھا کرتے تھے اور نیز بخاری شریف میں وارد ہے کہ پہلے آسمان سے اخیر تک فرشتے شب معراج میں مرحبابہ ونعم المجیٔ کہتے تھے اور ظاہر ہے کہ یہ کلمہ واسطے اظہار قدر و منزلت حضرت رسالت علیہ الصلوۃ والتحیۃ کے تھا اور جائز ہے کہ یہ خاص تسبیح سُبحٰنَ الَّذِیٓ اَسرٰی الخ کی فرشتوں کو لوح محفوظ سے پہونچی ہو کہ اس کے عموم مورد سے بزبان حال یا مقال ہر مخلوق کا تسبیح کرنا ثابت ہے پس خصوصیت تسبیح آیۂ مذکور کی ہرگز سیاق و نظم قرآنی کی خلاف نہیں ہو سکتی کما فی قولہ تع تُسَبِّحُ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبعُ وَالاَرضُ وَمَن فِیھِنَّ ؕ وَاِن مِّن شَیءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمدِہٖ وَلٰکِن لَّا تَفقَھُونَ تَسبِیحَھُم۔

اور علی ہذا القیاس شعر حافظ میں بھی جو استعارۂ لطیف عارفانہ و تشبیہ بلیغ شاعرانہ ہے وہ ہرگز منافی سیاق آیت کے نہیں ہے جو شاعر ہے وہ اس کے مضمون باریک سے ماہر ہے اور جو قصوری ہے وہ اس نازک خیال کے فہم سے قاصر ہے اس واسطے کہ لفظ شیوہ سے یہ بات ظاہر ہے کہ حافظ نے اپنے معشوق کے مکان اور اپنی آنکھوں کی تشبیہ مضمون آیت سے دی ہے نہ یہ کہ الفاظ آیت کا مصداق حقیقی مکان اور

آنکھوں کو بنایا ہو اور کیا عجب کہ مراد معشوق سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں اور نیز قصوری صاحب علم معنی بیان اور فن بدیع بلاغت سے بالکل کورے ہیں ورنہ حدیث و قرآن کے اقتباس کو کفر نہ جانتے اور مقتبس کو کافر نہ کہتے پس اقتباس کے لغوی معنی تو استفاضۂ نور اور روشنی لینے کے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے نقتبس من نورکم اور اصطلاحی معنیٰ قرآن و حدیث کو بدون اشارت کے اپنی عبارت میں واسطے برکت حاصل کرنے کے لانا اور یہ نظم و نثر میں سلف سے ادبا اور بلغاء برابر لاتے ہیں اور فیض اٹھاتے ہیں اس سے کلام مستحسن سمجھا جاتا ہے۔ ھو عند البلغاء ان یضمن الکلام نثراً کان او نظماً شیئاً من القرآن ۔۔۔۔۔۔ و الحدیث لا علی انہ منہ ای علی وجہٍ لا یکون فیہ اشعار بانہ مِنَ القرآن او الحدیث وھٰذا الاحترازُ عمّا یُقالُ فی اثناءِ الکلام قال اللہ تعالیٰ کذا او قالَ النبیّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کذا او فی الحدیث کذا او نحو ذٰلک وھو ضربان احدھما الم ینقل فیہ المقتبس عن معناہ الاصلیّ فمِن المنثور قول الحریریِّ فلم یکن الا کلمح البصر او ھو اقرب ومن المنظوم قول الآخر۔

ان کنت ازمعت علی ھجرنا — من غیر ما جرمٍ فصبر جمیل
وان تبدّلت بنا غیرنا — فحسبنا اللہ و نعم الوکیل

والثانی مَا نقل فیہ المقتبسُ عَن معناہ الاصلیّ کقول ابن الرّومی ؎

لئن اخطأت فی مدحک ما اخطأت فی منعی — لقد انزلت حاجاتی بوادٍ غیر ذی زرعٍ

اراد بقولہ بواد غیر ذی زرع جنابا لا خیر فیہ ولا نفع وارید

فی القرآن بذالك مكّة اذ لاماء فیها ولانبات ولا بأس فی اللّفظ المقتبس ان یقع تغییر یسیر للوزن کما فی شعر الحافظ المذکور وقع جنات بلا تنوینٍ فلم یتعرّض للاقتباس احد من المتقدّمین والمتاخّرین مع شیوعه فی اعصارهم واستعمال الشّعراء له قدیمًا وحدیثًا وقد تعرّض له بعض فسئل عنه الشّیخ عزالدّین بن عبد السّلام فاجازه واستدلّ بما ورد عنه صلّی الله علیه وسلّم من قوله فی الصّلٰوة وغیرها وجّهت وجهی الخ وقوله اللّٰهمّ فالق الاصباح وجاعل اللّیل سکنًا والشّمس والقمر حسبانًا اقض عنّی دینی واغننی من الفقر وهذا کلّه انّما یدلّ علی جوازه فی مقام المواعظ والثّناء والدّعاء وفی شرح البدیعیّة لابن حجّة الاقتباس ثلٰثة اقسام مقبول[1] وهو ما کان فی الخطب والمواعظ والعهود ومباح[2] وهو ما کان فی الغزل والرّسائل والقصص ومردود[3] وهو علی ضربین احدهما ما نسبه الله تعالیٰ الی نفسه ممّن ینقله الی نفسه نعوذ بالله منه والثّانی تضمین اٰیة فی معنی هزلٍ۔

اور پھران کے اعمال دیکھئے

اوّل[1] یہ کہ پانی اگرچہ نہایت ہی قلیل ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ رنگ اور بو اور مزہ اس کا نہ بدلے اور پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا چنانچہ یہ مضمون طریقۂ محمدیہ ترجمۂ درر بہیہ مصنفۂ قاضی شوکانی مطبوعۂ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۷۰۶ میں نواب صدیق حسن خاں امیر بھوپال نے لکھ دیا ہے اور یہ وہ کتاب ہے کہ جس پر خود مولوی نذیر حسین نے اپنی مہر لگا کر لکھا ہے کہ اس پر موحدین بے دھڑک عمل کریں اور

دیباچے میں خود نواب مترجم لکھتے ہیں کہ متبع سنت اس پر آنکھ بند کر کے عمل کرے اور اپنی اولاد اور بی بیوں کو پڑھائے ——— اور یہی مضمون کتاب فتح المغیث بفقہ الحدیث مطبوعۂ مطبع صدیقی لاہور کے صفحہ ۵ میں بھی مندرج ہے یہ وہی کتاب طریقۂ محمدیہ ہے کہ جس کا نام بدل کے نواب بھوپال نے دوبارہ اور سہ بارہ بھوپال اور لاہور میں چھپوا دیا غرض مطلب اس کا یہ ہوا کہ کسی کنوئیں میں سور یا کتا یا بلی ڈوب مرے کہ جس سے پانی کے اوصاف ثلاثہ میں تغیر نہ آیا ہو یا ایک لوٹے یا ایک پیالے پانی میں یا ایک گھڑے میں اس قدر گو یا موت یا شراب یا کوئی نجس شئے پڑ جائے جس سے اس کا رنگ اور بو اور مزہ نہ بدلنے پائے یا اس میں کتا یا سور منھ ڈالے تو وہ پانی پاک اور پاک کرنے والا ہے اس سے وضو نماز درست ہے اور پینا اس کا جائز اگرچہ یہ مخالف ہے نص صریح کے اور منافی ہے اس حدیث صحیح کے اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیغسله سبع مرّاتٍ یعنی جب کتا کسی برتن میں منھ ڈالے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہئے۔ مگر غیر مقلدین ظاہریہ شاید اس کا یہ جواب دیں کہ یہاں حدیث میں صرف کتے کے منھ ڈالنے سے برتن دھونے کا حکم آیا ہے نہ پانی ناپاک ہونے کا اور نہ ذکر ہے کتے کے پینے کا جیسا کہ داؤد ظاہری نے فرمایا کہ بموجب اس حدیث کے لایبولنّ احدکم فی الماء الرّاکد پانی میں پیشاب کرنا درست نہیں ہے مگر پاخانہ پھرنا جائز ہے کیونکہ حدیث میں اس کی ممانعت نہیں آئی۔

دوم[2] گو اور موت آدمی کا اور لعاب اور لینڈ کتے کا اور خون حیض اور نفاس کا اور گوشت سور کا یہ سات چیزیں نجس اور پلید ہیں اور سوائے

ان کے بول پسر شیر خوار کا اور پیشاب اور گوسور کا اور بول کتے کا اور گدھے اور گھوڑے اور خچر اور بندرا اور ریچھ اور بھیڑیئے اور بلی اور شیر وغیرہ حیوانات کا بول وبراز اور چربی وخون ومنی وشراب یہ سب چیزیں پاک ہیں۔—— چنانچہ اسی کتاب طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۷ میں اور فتح المغیث کے صفحہ ۵ میں یہ عبارت بجنسہ لکھی ہے کہ نجاست گو اور موت ہے آدمی کا مطلق مگر موت لڑکے شیر خوار کا اور لعاب ہے کتے کا اور لینڈ بھی اور خون ہے حیض ونفاس کا اور گوشت ہے سور کا اور جو اس کے سوا ہے اس میں خلاف ہے اور اصل اشیا میں پاکی ہے اور نہیں جانی جاتی پاکی مگر نقل صحیح سے کہ جس کے معارض کوئی نقل دوسری نہ ہو انتہی۔

پس جب ان سات چیزوں میں نجاست وپلیدی کا حصر ہوگیا تو دیگر اشیائے مذکورہ کے پاک ہونے میں کیا کلام رہا بلکہ خود اس کی تصریح کردی کہ اصل اشیاء میں پاکی ہے چنانچہ روضۃ ندیہ شرح عربی درر بہیۃ مطبوعہ کے صفحہ ۸ و ۹ میں نواب بھوپال اس مقام پر لکھتے ہیں ولا یخفی علیك ان الاصل فی کل شیٔ انہ طاھرٌ اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۱ میں دربارۂ پاکی منی کے لکھتے ہیں الحق ان الاصل الطھارۃ والدلیل علی القائل بالنجاسۃ فنحن باقون علی الاصل۔ اور پھر صفحہ ۱۲ میں دربارۂ پاکی شراب وگوشت مردار وخون مسفوح کے ارشاد فرماتے ہیں۔ فتحریم الخمر والمیتۃ والدم لا یدل علی نجاسۃ ذٰلك فتحریم الخمر واللحم الذی دلت علیہ النصوص لا یلزم منہ نجاستھما بل لا بد من دلیلٍ آخر علیہ والا بقی علی الاصولِ

المتفق علیھما من الطھارۃ فمن ادعٰی خلافہ فالدلیل علیہ۔

اور بھی کتاب نہج المقبول من شرائع الرسول مطبوعہ بھوپال کے صفحہ ۲۰ میں نواب بھوپال نے اپنے بیٹے نور الحسن خاں کی طرف سے لکھا ہے کہ منی اور شراب اور دیگر مسکرات وخون رواں پاک ہے اور نجاست کتے اور سور کے گوشت کی مختلف فیہ ہے۔ چنانچہ عبارت فارسی اس کتاب کی بجنسہ نقل کی جاتی ہے۔ وشستن منی ازبرائے استقذار بودہ است نہ بنا بر نجاست وبر نجاست خمر ودیگر مسکرات دلیلے کہ صالح تمسک باشد موجود نیست وہر نجس حرام ست وہر حرام نجس نیست وکیف کہ اصل در ہمہ چیزہا طہارت ست ودر نجاست سگ ولحم خوک خلاف ست وہر خون وا ذی نجس نیست ودم مسفوح حرام ست نہ نجس انتہٰی۔

سوم اسی طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۱۷ و ۱۸ میں وفتح المغیث کے صفحہ ۱۴ و ۱۵ میں لکھا ہے کہ واجب نہیں زکوٰۃ مگر اونٹ گائے بکری میں اور اموال تجارت میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور زیور پر بھی اس مفتی نے عدم وجوب زکوٰۃ کا حکم لگایا ہے۔ چنانچہ کتاب نہج المقبول مطبوعۂ مذکور کے صفحہ ۳۵ میں اس مضمون کو لکھا ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہوا کہ تجارت اور سوداگری کے مال میں اگرچہ کروڑہا روپئے کے ہوں اور مثل بھینس اور بھیڑ وغیرہ جانوروں میں اگرچہ کروڑہا روپئے کے ہوں اور سونے اور چاندی کے زیور میں اگرچہ کروڑہا روپئے کے ہوں زکوٰۃ نہیں ہے——

پس جب لوگ یوں ہی زکوٰۃ کے ادا کرنے میں باوجود فرض ہونے کے سستی اور غفلت کرتے تھے اور تاہم اموال تجارت اور زیور میں ہزاروں اور لاکھوں روپئے کی زکوٰۃ نکالتے تھے اور غربائے اہل اسلام اس سے

فیض پاتے تھے اب تو مجتہد غیر مقلدین نے حکم لگا دیا کہ زکوٰۃ ان چیزوں میں واجب نہیں بہانہ بازوں اور حیلہ سازوں کو سند مل گئی افسوس کہ دروازہ خیر کا بند ہو گیا اور مجتہد صاحب بھی مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ کے پورے پورے مصداق ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

چہارم ۴ ایک طلاق سے زائد دو طلاقیں دی ہوں یا تین اور بیچ میں رجوع نہ کیا ہو تو دو طلاقیں یا تین طلاقیں واقع نہ ہونگی اور اس کے خاوند کو وہ عورت بغیر حلالہ (یعنی بغیر نکاح دوسرے شوہر کے) درست ہو جائے گی چنانچہ یہ مسئلہ اسی کتاب طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۲۶ میں مرقوم ہے اور اسی طرح صفحہ ۲۰ فتح المغیث میں لکھا ہے کہ حلالہ کرنا حرام ہے (یعنی مطلقۂ ثلاثہ کا نکاح دوسرے شخص سے کر کے پھر اپنے نکاح میں پھیر لینا) حال آنکہ یہ مسئلہ تمام اہل اسلام بلکہ نص قرآن کے خلاف ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاِنْ طَلَّقَھَا فَلَا تَحِلُّ لَہٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ یعنی جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے تو پھر نکاح اس عورت کا اس مرد سے جائز نہ ہو گا جب تک کہ وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے پس بموجب نص قرآنی کے جو نکاح ثانی مطلقہ کا بعد کرنے کے زوج اول پر حلال تھا اس کو مجتہد صاحب نے اپنی رائے سے حرام کر دیا۔

پنجم ۵ مرد پر سونے کا زیور حرام ہے نہ اور چیزوں کا چنانچہ یہ عبارت طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۳۸ و فتح المغیث کے صفحہ ۳۵ میں واقع ہے جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ مرد کو خواہ وہ مولوی ہو یا واعظ مفتی ہو یا قاضی کُٹنا ہو یا ہیجڑا چاندی کی بالیاں بالے کڑے چھڑے کنگن وغیرہ زیور

درست ہے ؎ ایں کار از تو آید و مردان چنیں کنند

ششم ۶ اسی کتاب فتح المغیث کے صفحہ ۶ میں لکھا ہے۔ اور کافی ہے مسح کرنا بعض سر کا اور مسح کرنا پگڑی اور عمامے پر انتہیٰ ــــــ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر بعض سر کا مسح نہ کرے تو پگڑی اور عمامے پر مسح کرنا کافی ہے۔ حال آنکہ یہ خلاف نص قرآنی کے ہے وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ۔

ہفتم ۷ اسی فتح المغیث کے صفحہ ۷ میں لکھا ہے کہ وضو لیٹنے سے ٹوٹتا ہے انتہیٰ ــــــ اس سے معلوم ہوا کہ نیند کو کچھ دخل نہیں فقط لیٹنے سے بغیر سوئے وضو جاتا رہتا ہے حال آنکہ یہ باطل ہے۔

ہشتم ۸ اسی کتاب کے صفحہ ۷ میں مرقوم ہے کہ توڑنے والی تیمم کی وہی چیزیں توڑنے والی وضو کی ہیں انتہیٰ پس اس سے معلوم ہوا کہ پانی کے دیکھنے اور اس پر قدرت پانے سے تیمم نہیں ٹوٹتا حال آنکہ یہ غلط ہے۔

نہم ۹ اسی کتاب کے صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے کہ اگر خلل پڑے نماز میں امام کی تو وہ خلل امام پر ہے نہ کہ مقتدیوں پر انتہیٰ ــــــ اس سے ظاہر ہوا کہ اگر امام جنبی ہو یا اس سے کوئی فرض ترک ہو یا اس کا کپڑا نجس ہو یا اس نے وضو نہ کیا ہو یا وضو اس کا ٹوٹ گیا ہو تو فقط امام کی نماز فاسد ہو گی اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ نقصان نہ آئے گا حال آنکہ یہ باطل ہے۔

دہم ۱۰ اسی کتاب کے صفحہ ۱۵ میں لکھا ہے کہ حرام ہے زکوٰۃ بنی ہاشم اور ان کے غلاموں پر اور آسودہ اور تندرست کمائو پر انتہیٰ ــــــ

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مصرف زکوٰۃ کے واسطے بیماری لازم ہے اور اگر فقیر تندرست ہوگا تو اس کو زکوٰۃ لینی حرام ہوگی حال آنکہ یہ محض غلط ہے۔

(۱۱) یازدہم اسی کتاب کے صفحہ ۲۵ میں مرقوم ہے کہ جائز ہے دودھ پلانا بڑی عمر والے کا اگرچہ داڑھی رکھتا ہو واسطے جائز ہونے نظر کے انتہیٰ ـــــ یہ بات تو موافق مطلب بعض یاروں کے کہی یعنی اگر کوئی جوان مرد کسی عورت مرضعہ پر عاشق ہو تو وہ اس دودھ پینے کے بہانے سے اس عورت کو ہر روز دیکھا کرے اور اس کی چھاتیاں چھوئے پس جس عورت سے یہ بات حاصل ہو تو پھر پردہ چہ معنی دارد۔

(۱۲) دوازدہم وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح فرض ہے چنانچہ فتاوی ابراہیمیہ مصنفہ مولوی ابراہیم غیر مقلد مطبوعہ مطبع دھرم پرکاش الہ آباد کے صفحہ ۲ میں مسطور ہے حال آنکہ یہ رافضیوں کا دستور ہے۔

(۱۳) سیزدہم پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنا اور ڈھیلا لینا بدعت ہے چنانچہ کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۷ میں تصریح اس کی موجود ہے۔ اور بدعت ان کے نزدیک ایسا فعل ہے کہ جو آنحضرت کے بعد ہوا ہو اور ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت فی النار پس ہر بدعتی ان کے نزدیک ناری اور دوزخی ٹھہرا تو کلوخ اور پانی سے استنجا کرنے والا بھی دوزخی ہوا حال آنکہ یہ سنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے پس بقول ان کے معاذ اللہ حضرت عمر بھی بدعتی اور دوزخی ٹھہرے۔

(۱۴) چہاردہم جو کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو

تو اس کی نماز بغیر غسل کے درست ہے چنانچہ کتاب ہدایت قلوب قاسیہ جواب گلزار آسیہ تصنیف مولوی محمد سعید شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۳۶ میں موجود ہے۔

(۱۵) پانزدہم تیرہ رکعت سے زیادہ نوافل پڑھنا اور تہائی رات سے زیادہ عبادت میں جاگنا بدعت مذمومہ ہے چنانچہ کتاب معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۲۲ میں مذکور ہے ـــــ خلاصہ یہ کہ اکثر شب یا تہائی رات سے زیادہ عبادت کرنا جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام و صحابہ کرام و اولیائے عظام مثل حضرت غوث اعظم وغیرہ سے ثابت ہے ان کے نزدیک گناہ ہے معاذ اللہ۔

(۱۶) شانزدہم سوتیلی خالہ یعنی جس کا باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا اس سے اس کے بھانجے کا نکاح درست ہے چنانچہ فتاوی مہری مولوی عبد القادر غیر مقلد امام کالی مسجد دہلی میں مرقوم ہے کہ جس پر ان کے استاذ مولوی نذیر حسین کی مہر بھی ثبت ہے۔

(۱۷) ہفدہم پنیر شام کا جو سور کے پنیر مایہ سے بنایا جانا اس کا مشہور ہے یا اور چیزیں مثل جوخ کے کہ جن میں سور کی چربی پڑنی مشہور ہے جب وہ آنحضرت کے پاس آتی تھیں تو آپ بلا دریافت کھاتے تھے چنانچہ یہ عبارت فتاوی مہری مولوی عطا محمد مندرجہ کتاب اظہار الحق مطبوعہ مطبع اتالیق ہند لاہور کے صفحہ ۱۸ میں مرقوم ہے اور اس رسالے میں مولوی نذیر حسین وغیرہ علمائے غیر مقلدین کی بھی مہریں موجود ہیں۔ اور اس کے چھپوانے میں مولوی نذیر حسین نے بڑی کوشش فرمائی چنانچہ خود مصنف رسالہ مذکور نے عنوان کتاب میں اس امر کی تصریح کردی

ہے۔

اب جائے انکار باقی نہیں نعوذ باللہ من ذلک کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسی ایسی حرام چیزوں کے استعمال کرنے کا سراسر بہتان اور اتہام ہے اور پھر ایسے خرافات مضابین کی اشاعت میں علمار کا سعی اور کوشش کرنا باعث سوء انجام و موجب ہدم بنیان اسلام ہے نہیں معلوم غیر مقلدین ایسی باتوں کو بمقابلۂ مقلدین کے ازراہ نفسانیت جان بوجھ کر چھپواتے ہیں یا بسبب نادانی اور بے سمجھی کے ایسے امور ان سے ظہور میں آتے ہیں بہر حال ؎

فان کنت لاتدری فتلک مصیبة　　　وان کنت تدری فالمصیبة اعظم

جواب سوال دوم ایسے غیر مقلدوں سے جو عقائد و عملیات مذکورہ کے قائل ہیں مخالطت اور مجالست کرنا اور ان کو مساجد میں آنے دینا شرعاً ممنوع اور باعث خوف فتنۂ دین ہے کیونکہ مسائل متذکرۂ بالا سے معلوم ہوا کہ وہ اہل بدعت ہیں اور مخالفِ ملتِ اہل سنت ہیں اور مجالست و مخالطت اہل بدعت سے شرعاً ممنوع ہے جیسا کہ حدیث شریف میں بروایت عقیلی وارد ہے عن انس ان اللّٰہ اختارنی واختارلی اصحابی واصہاری وسیاتی قوم یسبونهم وینتقصونهم فلاتجالسوهم ولاتشاربوهم ولاتواکلوهم ولاتناکحوهم یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا مجھ کو اور اختیار کیا میرے واسطے میرے صحابہ کو اور میری سسرال والوں کو اور عنقریب آئے گی ایک قوم کہ گالیاں دیگی ان کو اور منقصت چاہے گی ان کی پس نہ بیٹھو تم ان کے ساتھ اور نہ

پیو تم ان کے ساتھ اور نہ نکاح کرو تم ان کے ساتھ۔

اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے اس آیت وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ کی تفسیر میں فرمایا ہے در حقائق تنزیل مذکور ست کہ سہل بن عبد اللہ تستری فرمودہ اند کہ من صحح ایمانه واخلص توحیده فانه لایوانس الی المبتدع ولایجالسه ولایواکله ولایشاربه ویظهر من نفسه العداوة ومن داهن بمبتدع سلبه اللّٰه تعالیٰ حلاوة الایمان ومن تحبب الی المبتدع نزع اللّٰه تعالیٰ نور ایمانه من قلبه یعنی مرد صحیح الایمان راباید کہ با بدعتیان انس نگیرد وہم مجلس وہم کاسہ وہم نوالہ بایشاں نشود ہر کہ با بدعتیان دوستی پیدا کند نور ایمان و حلاوت آں از وے برگیرند انتہی۔

اور طحطاوی نے حاشیۂ درمختار کی کتاب الذبائح میں فرمایا ہے د هٰذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم فی المذاهب الاربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون ومن كان خارجا من هٰذه المذاهب الاربعة فی ذٰلك الزمان فهو من اهل البدعة والنار انتهٰی یعنی یہ گروہ نجات پانے والا جمع ہے آج کے دن چاروں مذہب میں اور وہ لوگ حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی ہیں اور جو شخص ان چاروں مذہب سے اس زمانے میں خارج ہوا سو وہ بدعتی اور دوزخی ہے اور یہی مضمون اور بہت سے کتب دینیہ میں موجود ہے ضرورۃً اسی قدر قلیل پر اختصار کیا۔

جواب سوال سوم اگرچہ در صورت مراعات مذہب مقتدی کے بشرطیکہ امام کسی مفسد و مبطل صلوٰۃ کا مرتکب نہ

ہوا اقتدا کرنا جائز ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ ان کے پیچھے نماز درست نہیں
ہے کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقائد مسطورہ بعض موجب کفر اور بعض
مفسد نماز ہیں اور سوائے اس کے جب کہ شافعی المذہب متعصب کے
پیچھے اقتدا جائز نہ ہوتی جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری و جامع الرموز میں مرقوم
ہے اما الاقتداء بالشافعی فلا باس بہ اذا لم یتعصب ای لم
یبغض للحنفی یعنی شافعی کے پیچھے اقتدا کرنا مضایقہ نہیں بشرطیکہ
متعصب نہ ہو یعنی حنفیوں سے بغض و عداوت نہ رکھتا ہو پس ان غیر
مقلدین لامذہب کے پیچھے تو بطریق اولیٰ اقتدا جائز نہ ہوگی کہ یہ تو حنفیوں
کے نام سے جلتے ہیں اور مقلدین کو علانیہ برا کہتے ہیں بلکہ مشرک اور
بدعتی سمجھتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ایک بات ان لامذہبوں کے حق میں
محدث نامی علامہ شامی نے حاشیہ رد المحتار میں لکھی ہے کہ ہمارے
زمانے کے وہابی عبدالوہاب نجدی کے پیرو اور تابع مثل خارجیوں کے
ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کر کے ان کے
لشکر سے خروج کیا تھا۔ پس جب لامذہب مثل خارجیوں کے ٹھہرے
اور خارجی مثل باغیوں کے ہوئے تو جو حکم باغیوں کا ہے وہی حکم لامذہبوں
کا ٹھہرا کما فی البدائع ولا یصلی علی بغاۃ بل یکفنون و یدفنون
یعنی ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھی جائے صرف ان کو کفن دے کے
دفن کر دیں وحکم الخوارج عند جمھور الفقھاء والمحدثین
حکم البغاۃ وذھب بعض المحدثین الی کفرھم۔ یعنی حکم خارجیوں
کا نزدیک جمہور علمائے محدثین و فقہا کے حکم باغیوں کا ہے اور بعض
محدثین تو ان کے کفر کے قائل ہو گئے (شامی صفحہ ۲۰۹ جلد ۳ مطبوعہ مصر)

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم
حررہ العاصی
وصی احمد السنی الحنفی السورتی

مواہیر و دستخط علمائے دہلی و کانپور وغیرہ

هوالموفق
الجواب صحیح والمجیب
مصیب حررہ الفقیر
الی رحمۃ الاحد
القاضی شیخ احمد
عفا عنہ اللہ الصمد

هوالعلی
اصاب و اجاد من اجاب و افاد
واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم
واحکم حررہ العبد الخامل محمد عادل
عاملہ اللہ تعالیٰ بفضلہ الشامل و جعلہ
من الآمنین یوم الزحف والزلازل

هوالمصوب
ایسا شخص بہیات کذائی گروہ
اہل سنت و جماعت سے
خارج ہے اور نماز اس کے
پیچھے نہ پڑھنا چاہیے کتبہ الفقیر
الی اللہ الغنی محمد علی عفی عنہ

هو الموفق مجیب لبیب نے جو مسائل و احکام مخالف فرقۂ اہل سنت و جماعت غیر مقلدین کے فرقۂ اہلسنت سے خارج ہونے پر بطور دلیل کے ان کی کتابوں سے لکھے ہیں ان میں سے بعض احکام ان کی بعضے کتابوں میں راقم نے بھی دیکھے ہیں غیر مقلدین کے یہ مسائل مخترعہ و احکام مبتدعہ بلا شبہ قابل رد و انکار ہیں کہ ان میں بعضے موجب کفر اور بعضے موجب فسق و ابتداع اور عموماً یہ سب احکام اہل سنت کے نزدیک محض لغو اور بے اعتبار ہیں ایسے احکام مخالف اہل سنت کا معتقد و ملتزم بلا شبہ اہل سنت کی جماعت سے خارج ہے اور جب وہ شخص ایسے مسائل مخالف کے التزام سے اہل سنت کی جماعت سے خارج ہوا تو اس کے پیچھے اہل سنت کو نماز پڑھنا ناجائز ہے اور اگر ایسے شخص کے مسجد میں آنے سے فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہو تو انسداد فتنہ کے لئے مسجد میں آنے سے منع کرنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔

کتبہ محمد عبد اللہ الحسینی الواسطی البلگرامی
عاملہ اللہ بلطفہ العمیم السامی۔

مدرس مدرسہ عربی کانپور

دار العلوم امجدیہ اہلسنت ارشد العلوم اوجھا گنج ضلع بستی (یوپی)

نونہالان قوم و ملت کی تعلیم و تربیت اور اسلام و سنیت و مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت میں سرگرم عمل۔
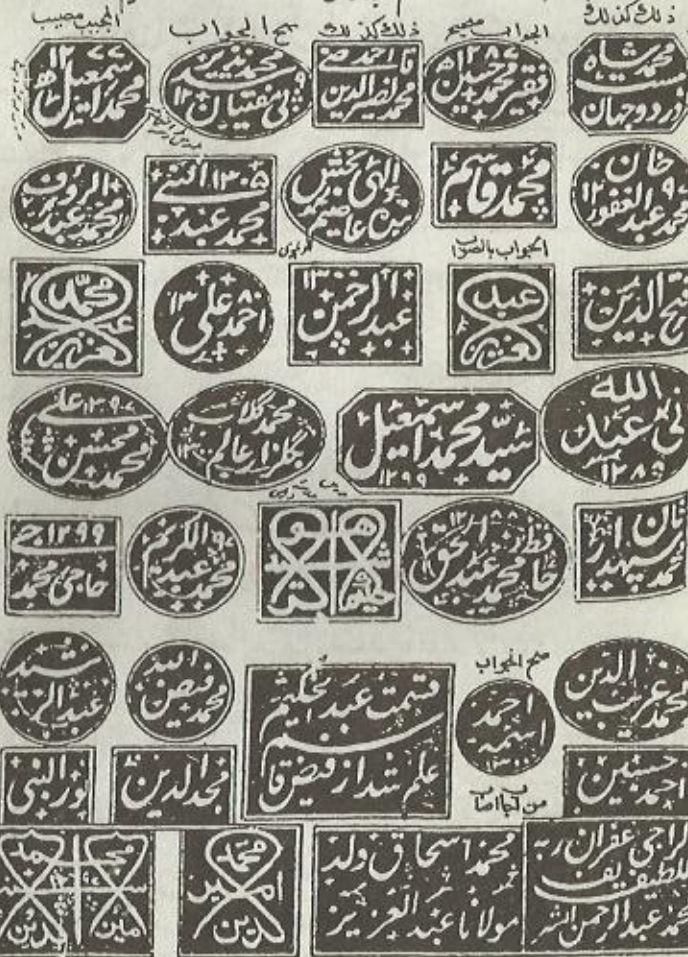
فی الحقیقۃ اگر ان لوگوں کے یہ عقائد اور یہ اعمال ہیں تو ایسا ہی ہے جیسا مجیب

صاحب نے جواب دیا،

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

صح الجواب

واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم

ھوالفتاح - فی الواقع اس فرقۂ لامذہب کو کہ جن کے عقائد موافق تحریر مفتی تحریر ہیں اہل سنت وجماعت سے خارج سمجھنا اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنا اور بسبب فتنہ و فساد کے ان کو مساجد میں آنے نہ دینا بجا اور درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

حررہ الراجی عفو ربہ القوی الحافظ فتح محمد الفاروقی الحنفی الدھلوی۔

بے شبہ جو غیر مقلدین ایسے ہوں کہ عقائد ان کے خلاف اہل سنت وجماعت وسلف صالح کے ہوں اور مقلدین کو اپنے زعم فاسد میں مشرک اور بدعتی سمجھتے ہوں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا اور ان کو بسبب فتنہ و فساد کے اپنے مساجد میں آنے دینا جائز نہیں واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

ابوالجیش محمد مہدی عفا عنہ اللہ الہادی الفرنجی محلی۔

مواہیر و دستخط علمائے مقام لودھیانہ و دیوبند

تخمیناً مدت ۴۶ سال یعنی سنہ ۱۲۵۴ھ سے سنہ ۱۳۰۰ھ تک اس فرقے کو

خوب دیکھا مسائل مندرجۂ فتویٰ ہذا کے سوا بڑی بڑی مخالفت حدیث پر یہ فرقہ جری ہے مولانا اسحٰق صاحب مرحوم برملا ان کو ضال مضل وعظ میں فرمایا کرتے تھے اور یہ لوگ باہر نکل کے کہتے کہ میاں صاحب کا مذہب وہی ہے جو ہمارا ہے ظاہر میں ایسا کہدیا ہے اسی طرح ہر عالم دیندار کو ہم مذہب اپنا بتلا کر دین محمدی سے اور قرآن و حدیث سے منحرف کرتے ہیں ان کے دین محمدی سے مخالف ہونے اور سنت جماعت کے مخالف اور دشمن ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے جیسے روافض و خوارج کے پیچھے نماز پڑھنی ویسے ہی ان کے پیچھے نماز پڑھنی ہے ان کی امامت جائز نہیں ہے تفصیل طول رکھتی ہے واللہ اعلم

چونکہ گروہ شرذمۂ لامذہبیہ اہل بدع وہوا میں سے ہیں اس لئے ان سے حتی الامکان احتراز ضروریات سے ہے۔ وما علینا الا البلاغ الراجی رحمۃ ربہ الباری

ابوالبشیر عبد العلی القاری۔

یہ فرقۂ غیر مقلدین بے شک خارج اہلسنت وجماعت سے ہے ان سے مجالست کرنی ایسی ہے جیسے کہ اہل ہوا اور بدعتیوں سے امامت ان کی جائز نہیں کیونکہ عقائد اور عملیات ان کے مخالف حدیث و قرآن کے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بسمہ
سبحانہ

عن ابن عمر ان النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی غزوۃ خیبر من اکل من ھذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن مسجدنا رواہ البخاری یعنی جو شخص کہ کھائے لہسن کو پس نزدیک نہ پھٹکے ہماری مسجد کے اور موطائے امام محمد میں عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ ایک عورت مجذومہ کو طواف مکہ سے مانع آئے۔ اور فرمایا کہ تو اپنے گھر میں بیٹھ اور لوگوں کو ایذا نہ دے۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یوں نقل کی ہے کہ ایک دن ایک واعظ کو مسجد کوفہ میں دیکھکر فرمایا کہ یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ واعظ ہے لوگوں کو گناہوں سے روکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ ناسخ منسوخ کو جانتا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھ کو ناسخ منسوخ کا علم نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کو مسجد سے نکالدو۔ اور نیز شاہ عبدالعزیز صاحب نے بہ تحت بیان آیۃ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ کے لکھا ہے کہ طعن کرنا سلف پر سخت ترین ایذائے لسانی سے ہے اور اشباہ میں لکھا ہے کہ موذی کو مسجد میں آنے سے منع کرنا چاہئے اگرچہ ایذا اس کی لسانی ہو۔

پس جب کہ روکنا مسجد کے آنے سے بسبب موجود ہونے ایک امر کے امور مذکورہ سے درست ہوا تو غیر مقلدوں کو جو جامع امور مذکورہ

کے ہیں نکالنا بطریق اولیٰ درست ہوا اور بہ سبب لحوق مرض باطنی کے جو جذام سے بڑھ کر ہے اور مساجد میں اس کے آنے سے فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے اور خدائے تعالیٰ مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا کما قال اللہ تعالیٰ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ باقی تحقیق اس مسئلے کی رسالہ انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد میں جو اس عاجز کی تالیفات سے ہے موجود ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم

اقل الانام
خادم العلماء محمد حبیب الرحمٰن لودھیانوی المرقوم ۱۳۰۱ھ

عقائد اس جماعت کے جب کہ خلاف جمہور اہلسنت ہیں تو بدعتی ہونا ان کا ظاہر ہے اور مثل تجسیم اور تحلیل چار سے زیادہ ازواج کے اور تجویز تقیہ اور برا کہنا سلف صالحین کا فسق یا کفر ہے تو اب نماز اور نکاح اور ذبیحے میں ان کے احتیاط لازم ہے جیسے روافض اور خوارج کے ساتھ احتیاط چاہئے۔

حررہ محمد یعقوب النانوتوی عفاعنہ القوی

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ ابو الخیر اسید احمد عفی عنہ۔ محمود حسن عفا اللہ عنہ۔ محمد محمود دیوبندی عفی عنہ

حامدا ومصلیا۔ فی الحقیقت یہ گروہ غیر مقلدین اور لامذہب خارج ہیں اہل سنت وجماعت سے ان کو اہل سنت وجماعت میں سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہے کس واسطے کہ اہل سنت وجماعت منحصر ہیں مذاہب اربعہ میں اور جمیع اہلسنت حنفی ہیں یا مالکی یا شافعی یا حنبلی پس جو کوئی بالکلیہ ان چار مذہبوں میں سے اس زمانے میں ایک کا بھی مقلد اور پیرو نہ ہو اور اپنے تئیں ان میں سے ایک کی طرف منسوب نہ کرے وہ اہل سنت سے نہیں بلکہ وہ خارج مذہب اہل سنت وجماعت سے ہے اور مثل دیگر فرق ضالہ روافض وخوارج ومعتزلہ وجبریہ وقدریہ کے ہے۔

قال الطحطاوی فی شرح الدر المختار فعلیکم یا معشر المؤمنین اتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باھل السنۃ والجماعۃ فان نصرۃ اللہ تعالیٰ وحفظہ وتوفیقہ فی موافقتھم وخذلانہ وسخطہ ومقتہ فی مخالفتھم وھٰذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی المذاھب الاربعۃ وھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا من ھذہ المذاھب الاربعۃ فی ذلک الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار انتھی وقال فی التفسیر الاحمدی قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للایمۃ الاربعۃ انتھٰی وقال فی الاشباہ والنظائر تحت القاعدۃ الاولی ما خالف للایمۃ الاربعۃ فھو مخالف للاجماع وان کان فیہ خلاف

غیرھم فقد صرح فی التحریر ان الاجماع قد انعقد علی عدم العمل بمذھب مخالف للایمۃ الاربعۃ انتھی قال الفاضل الجلیل الفقیہ المحدث المفسر الشیخ ولی اللہ الدھلوی فی عقد الجید اعلم ان فی الاخذ بھذہ المذاھب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض عنھا کلھا مفسدۃ کبیرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار انتھی قال القاضی ثناء اللہ فی التفسیر المظھری فان اھل السنۃ قد افترق بعد القرون الثلثۃ والاربعۃ علی اربعۃ مذاھب ولم یبق مذھب فی فروع المسائل سوی ھذہ المذاھب الاربعۃ فقد انعقد الاجماع المرکب علی بطلان قول یخالف کلھم وقد قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ وقال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا انتھٰی۔

پس ثابت ہوا حصر اہل سنت وجماعت کا اس زمانے میں مذاہب اربعہ میں اور جس کسی کا قول مخالف ایمۂ اربعہ کے ہوگا وہ مردود اور باطل ہوگا بہ سبب مخالف ہونے اہل سنت وجماعت کے اور نہ مانا جائے گا اور یہ لامذہب لوگ قائل ہیں جواز خروج کے مذاہب اربعہ سے اور حصر مذاہب اربعہ کو باطل سمجھتے ہیں چنانچہ معیار الحق مطبوعۂ لاہور کے صفحہ ۳۶ میں مولوی نذیر حسین نے لکھا ہے۔ جب کہ اہل سنت وجماعت منحصر ومجتمع ہوئے مذاہب اربعہ میں بالاجماع تو اب اس انحصار اور اجماع کا باطل کہنے اور سمجھنے والا اور قائل جواز خروج مذاہب اربعہ

کا اہل سنت وجماعت میں سے نہیں ہے اور مثل دیگر اہل مذاہب باطلہ اور فرق ضالہ روافض وخوارج اور جبریہ اور قدریہ اور مرجیہ وجہمیہ وغیرہم کے ہے۔

پس جب کہ لامذہب اور غیر مقلدین اہل سنت وجماعت سے خارج ہیں تو اہل سنت وجماعت کی نماز لامذہبوں کے پیچھے نہیں ہوگی اور بالکل غیر جائز اور نادرست ہے اور ان کے ساتھ مخالطت اور مجالست اور موانست رکھنے سے بھی اہل سنت وجماعت کو پرہیز اور اجتناب چاہئے کیونکہ مجالست اور مخالطت اور مصاحبت اہل شر وفساد اور اہل بدعت کے ساتھ بموجب حدیث صحیح کے بالاجماع ممنوع ہے قال الامام النووی فی شرح صحیح مسلم قبیل کتاب القدر فی باب استحباب مجالسة الصالحین ومجانبة قرناء السوء فیہ تمثیلہ صلی اللہ علیہ وسلم الجلیس الصالح بحامل المسك والجلیس السوء بنافخ الکیر فیہ فضیلة مجالسة الصالحین واهل الخیر والمروة و مکارم الاخلاق والورع والعلم والادب والنهی عن مجالسة اهل الشر واهل البدع ومن یغتاب الناس او یکثر فجرته و بطالته ونحو ذلك من الانواع المذمومة انتهی۔ اور حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

دور شو از اختلاط یار بد | یار بد تر بود از مار بد
مار بد تنہا ہمیں بر جاں زند | یار بد بر جان و بر ایماں زند
نار خنداں باغ را خنداں کند | صحبت نیکانت از نیکاں کند
صحبت صالح ترا صالح کند | صحبت طالح ترا طالح کند

پس اہلسنت وجماعت کو فرقہ ضالہ لامذہبان غیر مقلدین کی صحبت سے بہت احتراز کرنا اور بچنا چاہئے فروا من صحبتهم کما تفرون من الاسد کس واسطے کہ صحبت کو بڑا اثر ہے حضرت خواجہ عزیزاں علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ محبوب العارفین میں ارشاد فرماتے ہیں ؎

منشیں با بداں کہ صحبت بد | گرچہ پاکی ترا پلید کند
آفتابی بدین بزرگی را | ذرۂ ابر ناپدید کند

جس حالت میں کہ یہ غیر مقلدین خارج از اہل سنت وجماعت اور داخل اہل بدعت وفرقہ ضالہ ہوائیہ میں ٹھہرے اور نماز اہل سنت وجماعت کی ان لامذہبوں کے پیچھے غیر صحیح وناجائز ونادرست ہوئی اور اور مخالطت اور مجالست بھی حسب روایات مذکور ان سے ممنوع ہوئی تو اہلسنت وجماعت کو چاہئے کہ ان لامذہبوں کو اپنے مساجد سے نکال دیں اور ہرگز نہ آنے دیں اس واسطے کہ ان کے آنے سے مسجدوں میں شر وفتنہ وفساد وغیرہ پیدا ہوتا ہے قال اللہ تعالیٰ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَقولُهُ تعالیٰ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی وقت نماز کے لہسن پیاز گندنا وغیرہ بدبودار چیز کہ جس کے کھانے سے منہ میں بدبو پیدا ہو کھا کر مسجد میں آئے تو اسے دخول مساجد سے منع کرو۔ عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اکل من هذه الشجرة فلا یقربن مسجدنا ولا یوذینا بریح الثوم رواه مسلم وعن ابی عمران رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من اکل من هذه الشجرة یعنی الثوم فلا یقربن المساجد رواه مسلم وعن عمر بن الخطاب

قال انکم ایها الناس تاکلون شجرتین لا اراهما الا خبیثتین هٰذا البصل والثوم ولقد رایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم اذا وجد ریحهما من الرجل فی المسجد امر به فاخرج الی البقیع فمن اکلهما فلیمتهما طبخا رواہ مسلم قال النووی فی شرح صحیح مسلم فی باب نهی من اکل ثوماً او بصلاً او کراثاً او نحوها مما له رائحة کریهة عن حضور المسجد حتی یذهب ذٰلك الریح واخراجه من المسجد قوله صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم من اکل هذه الشجرة یعنی الثوم فلا یقربن المساجد هذا تصریح بنهی من اکل الثوم ونحوہ عن دخول کل مسجد وهٰذا مذهب العلماء کافة انتهٰی۔

پس یہ احادیث صحیحہ دال ہیں اس امر پر کہ جس شخص کی ذات سے لوگوں کو تکلیف وایذا پہونچے اسے مسجد میں نہ آنے دینا چاہئے پر ظاہر ہے کہ لامذہبوں کے مسجدوں میں آنے سے شر و فساد اور فتنہ و عناد پیدا ہوتا ہے اور لوگ بے علم بے خبر بیچارے ان کی صحبت سے بگڑتے اور خراب ہوتے ہیں پس لازم و مناسب ہے اہل سنت و جماعت کو کہ ایسے غیر مقلدوں کو اپنی مسجدوں میں نہ آنے دیں اور ایسے مفسد لامذہبوں کو اپنے مساجد سے اخراج کریں اور نکال دیں۔ والسلام علی من اتبع الهدٰی واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین۔ حررہ الفقیر المفتقر المذنب الراجی الی رحمة اللّٰہ الاکبر العلی الولی القوی الغنی محمد احسن الدین ابو النصر المعروف بسید محمد اکبر علی الحسنی الجیلانی الحنفی القادری الچشتی النقشبندی الدهلوی غفر اللّٰہ له ولوالدیه واحسن الیهما والیه

بہ تحقیق مفتن در مسجد ہم موجد فتنہ است والفتنة اشد من القتل دال بر اخراج کردن ایں شرذمۂ باطلہ ہویدا است۔ اولاً ایں فرقہ باوّلیں متشابہات اند بلکہ مثل محکمات می دانند چنانچہ در رسالہ استوی علی العرش استوٰی از نواب بھوپال موجود است و ایں ہمہ بداں عقیدہ باوی متفق اند حال آنکہ انصرام تام از متشابہات بکلام عز و جل وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ ثابت پس مورد من فسر القراٰن برأیه فلیتبوأ مقعدہ من النار ہمیں شرذمۂ مبطلہ اند۔ ثانیاً منکرین قیاس و اجماع اند بناءً علیه مجتہدین را بدمی گویند و مقلدین را مشرک می دانند حال آنکہ بہ کتاب اللّٰہ ثابت است بقولہ عز و جل فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِی الْاَبْصَار و بحدیث نبوی نیز و ہو ہذا ما روی ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم حین بعث معاذاً الی الیمن قال کیف تقضی یا معاذ فقال بکتاب اللّٰہ قال فان لم تجد فی کتاب اللّٰہ قال فبسنة رسول اللّٰہ قال فان لم تجد قال اجتهد برأیی فقال علیه السلام نحمد اللّٰہ الذی وفق رسول رسوله بما یرضی به رسوله فان لم یکن القیاس حجةً لانکرہ بل حمد اللّٰہ علیه ثالثاً کتمان بطلان عقیدۂ خود عند ظہور الحق بل یسکتون عند اهل الحق اذا غلبوا علیهم خذلهم اللّٰہ تعالیٰ یقول حبیبه صلی اللّٰہ علیه وسلم من سکت عن الحق فهو شیطان اخرس فثبت ان هٰذا قوم لا یحصی قبائحهم وخیانتهم فی الدین فحسب

علیهم ضرب النعل من اهل الحق والکمال الذین استقروا علی
هٰذہ الضابطة ان لاید خلوا هذا القوم فی مساجدهم ولا یصاحبوا
معهم ابداً والله تعالیٰ علیهم بما کانوا یفعلون۔ کتبه تراب اقدام
اهل الاسلام العبد الضعیف المدعو بمحمد عبد السلام الکاشمیری
وطناً والحنفی مذهباً والچشتی النظامی الفخری
البنارسی مشرباً غفر الله له فی حیاته ویدخله
الجنة بعد مماته اٰمین۔

نحمد الله العظیم ونصلی علی رسوله الکریم وعلیٰ اٰله وصحبه
ذوی الفیض العمیم۔ ان لامذہبوں کے پیچھے جو جامع الشواہد کے
عقائد واعمال کے قائل ہیں مقلدین اہل سنت وجماعت کو نماز پڑھنا
نہ چاہئے کہ یہ لوگ مفسدین فی الدین اور سابین سلف صالحین بھی ہیں
اور ان کے عقائد واعمال جمہور فقہا و محدثین کے بالکل خلاف ہیں
اور جو لوگ ایسے نہیں ہیں بلکہ سب بزرگان دین اور صوفیۂ کاملین
کو مانتے ہیں اور سب مقلدین کو علی الحق جانتے ہیں ان کی اقتدا کرنے
اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں ہم کو کچھ کلام نہیں پس جو لوگ مفتی جامع
الشواہد کو بے سمجھے بوجھے اور بغیر ان کتابوں کی طرف رجوع کئے جن
کا حوالہ بقید ہندسۂ صفحات دیا ہے برا بھلا کہتے ہیں بلکہ گالیاں دیتے
ہیں ہم ان کو بھی اہل سنت جماعت سے خارج جانتے ہیں اور لامذہب
سمجھتے ہیں راست گوئی میں کوئی تعصب اور نفسانیت نہیں ہے دین
کی بات میں صاف صاف نہ کہنا تو منافقوں کی شان ہے بلکہ اس میں
دین کا نقصان ہے یہاں جو دل میں ہے وہی زبان پر ہے مجھ سے تو

ہزاروں لامذہبوں اور سیکڑوں غیر مقلدوں سے کام پڑا اور برسوں اور
مہینوں ان سے جھگڑا رہا ہم ہمیشہ ان کو صلح کی بات بتاتے رہے اور
فساد سے بچاتے رہے لیکن ادھر یہ راضی ہو گئے اور ادھر وہی مخالفت
کی باتیں اور وہی ہتھکنڈے اور وہی فساد کی گھاتیں ؎

کوئی کوتہ نہ پایا ان بتان سرو بالا میں
جسے دیکھا نظر آیا وہ باون گز کا لنکا میں

چنانچہ اس بیان کی تصدیق اس خط اور اس کے جواب اور واقعۂ آرا
سے جو ابھی حال میں ہوا بخوبی ہو جائے گی۔

خط۔ از طرف شاہ رحمت اللہ صاحب بخدمت حضرت مولانا صاحب
قبلہ غازی پوری دام باللفیض المعنوی والصوری۔ جناب مستطاب
مخدومنا مولانا شاہ محمد امانت اللہ صاحب زاد مجدہم۔ بعد ہدیۂ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے مکلف ہوں کہ انواع واقسام کی
خبریں جو بذریعۂ اخبار کے شائع ہوئی ہیں علی الخصوص اخبار زمانہ میں
ایسی عجیب تشویش پھیلی ہوئی ہے کہ ہنوز حقیقت واقعہ سے جو لکھنؤ
میں درمیان جلسہ ندوۃ العلما تصفیہ بین المقلدین وغیر المقلدین ہوا
پورے طور پر آگاہی نہیں ہوئی اور نیز آرے میں بھی کیا گذرا کچھ حال
معلوم نہ ہوا لہذا برائے خدا صحیح صحیح واقعات سے مطلع فرمائیے اور مہر
کر دیجئے تاکہ ہم لوگوں کو اطمینان ہو اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔
راقم شاہ محمد رحمت اللہ سوداگر ساکن محلہ خدائی پورہ

جواب۔ بخدمت شریف برادرم محب قلبی مخلص دلی مقبول
بارگاہ الٰہ شاہ محمد رحمت اللہ صاحب تاجر زاد محبتکم بعد ہدیۂ السلام علیکم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کے واضح ہو کہ آپ کا خط مسرت نمط آیا حال

معلوم ہوا واقعی مصالحہ اور ملاپ بمقام لکھنؤ مجمع عام جلسۂ ندوۃ العلماء
واقعۂ بارہ دری ضرور ہوا ـــــ اس طور پر کہ بعد نماز صبح کے مولوی
محمد ابراہیم صاحب آروی بمقام لکھنؤ ہمارے فرودگاہ پر مع چند علما کے
جن میں مولوی سید محمد علی صاحب ناظم جلسہ بھی تھے تشریف لائے اور
اپنے عقائد کو مثل ہم لوگوں کے بیان کیا اور اسی مضمون کی ایک تحریر
بدستخط مولوی صاحب ممدوح کے پیش ہو کر پڑھی گئی جس سے ہمارا دل
بہت خوش ہوا اور ہم نے کہا بارک اللہ جزاکم اللہ۔ اب ہماری طبیعت
آپ سے صاف ہو گئی۔ کیونکہ اصل مخالفت آپ سے عقائد کی وجہ
سے تھی ہرگاہ آپ نے مثل اہل سنت وجماعت کے اپنا عقیدہ ظاہر فرمایا
تو صرف آمین بالجہر اور رفع الیدین ایسا امر نہیں ہے کہ مسجدوں کی آمد و
رفت میں تکرار ہو بہتر ہو گا کہ آج دوسرا جلسہ ندوۃ العلماء کا ہے ہزارہا
عوام و خواص اور بڑے بڑے علما کا مجمع ہے آپ تشریف لے جا کر اپنا
عقیدہ عام طور پر بیان کر دیجئے تاکہ تمام سامعین و حاضرین کی تشفی ہو جائے
اور برسوں کا جھگڑا مٹ جائے۔

مولوی صاحب ممدوح مع ناظم صاحب و فقیر کے جلسے میں تشریف
لائے مولوی محمد ابراہیم صاحب نے آبدیدہ ہو کر خدا کو گواہ کر کے کہا
کہ جو جو خیالات عرصے سے میرے دل میں تھے سب کو آج میں نے
بطیب خاطر بلا جبر و تعدی نظر انصاف سے واپس لے کر میں اپنا عقیدہ
بیان کرتا ہوں آپ لوگ سنیئے قیامت کے روز میرے اس عقیدے
پر آپ لوگوں کو گواہی دینا ہو گا۔ وہو ہذا میں خدا تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک لہٗ
جانتا ہوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سچا رسول و خاتم النبیین مانتا

ہوں اور کل اکابر دین و صحابۂ کرام و ائمۂ مجتہدین و محدثین و اولیاء اللہ
و علمائے مقلدین کو اپنا پیشوا اور مقتدی جانتا ہوں اور ان کا سچے دل سے
ادب کرتا ہوں اور ان کی بے ادبی کرنا اور ان کی طرف سے کھنچا رہنا گناہ
جانتا ہوں اور معجزات انبیا علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ و کرامات اولیاء اللہ
رحمہم اللہ کو برحق سمجھتا ہوں اور ہم مقلدین ائمۂ دین اور اہل حدیث ہر
ایک دوسرے کو موحد و مومن کہتے ہیں اور کسی مومن کو مشرک اور بدعتی
کہنا سخت گناہ جانتے ہیں۔ اور نہ خود کسی مقتدی اور امام کو برا کہتے ہیں
اور نہ کسی کو برا کہنا یا برا جاننا جائز رکھتے ہیں اور قیامت میں اللہ تعالیٰ
کے دیدار اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے امیدوار ہیں اور
پوری آمنتُ باللہ پڑھی اور حاضرین کو اس پر گواہ رکھا۔

جب مولوی محمد ابراہیم صاحب فارغ ہوئے تو میں کھڑا ہوا
اور میں نے بآواز بلند کہا بارک اللہ جزاکم اللہ اس وقت آپ کی تقریر
نہایت دلچسپ اور اطمینان بخش ہوئی مرحبا شاباش ہم لوگوں کو آپ
لوگوں سے نفرت کی وجہ اور کدورت کی علت محمد بن عبدالوہاب نجدی
کے عقائد باطلہ سے موافقت کرنے کے سبب تھی جس نے صدہا علما
کو مکۂ معظمہ میں قتل کر ڈالا اور حرم شریف میں خون کی ندی بہا دی۔
یہ وہ جگہ ہے کہ جس کی شان میں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ
اٰمِنًا حتیٰ کہ کسی ذی روح اور چیونٹی اور جوں کو بھی ستانے اور مارنے
کی ممانعت ہے افسوس کہ وہاں ان وہابیۂ خدا ناترس نے علمائے مقلدین
کے قتل کرنے کا حکم لگا دیا جیسا کہ شامی حاشیۂ درمختار میں وارد ہے
فاستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ و علمائہم حال آنکہ وہ علما

تعزیہ پرست نہ تھے قبر پرست نہ تھے بت پرست نہ تھے مشرک نہ تھے فاسق نہ تھے فاجر نہ تھے ہاں مقلدِ مذہب تھے۔

تب پھر مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں ہرگز ان کا متبع نہیں ہوں اور نہ کوئی مجھ کو ان سے واسطہ ہے غرض کہ جلسہ برخاست ہوا تیسرے روز پھر اس امر میں گفتگو پیش ہوئی کہ ایسے عقائد والے جیسا کہ مولوی صاحب نے بیان کیا ہے مسجدوں میں آئیں جائیں اتحاد و محبت قائم رکھیں چونکہ مولوی ابراہیم صاحب نے اپنے دستخطی تحریر میں بعد بیان عقائد صحیحہ یہ لکھا تھا کہ نماز ایک کی دوسرے کے پیچھے بلا کراہت درست ہے۔ ہم نے کہا اس میں اس قدر اور شرط لگائیے کہ جو امام ہو مقتدیوں کی رعایت وضو و غسل وغیرہ میں ضرور ملحوظ رکھے اور ناظم صاحب و دیگر علمائے حاضرین نے بھی اس شرط کے ساتھ اتفاق فرمایا مگر مولوی عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی نے منظور نہ کیا۔ اور مولوی ابراہیم صاحب کو بھی اس سے باز رکھا اور یہ کہا کہ ایک لفظ بھی اگر اس رقعہ میں بڑھے گھٹے گا تو نہ ہماری دستخط نہ ہم صلح میں شریک یہ کہہ کر مولوی ابراہیم صاحب وغیرہ کو اس مقام سے اٹھا کر لیے چلے گئے اس پر علمائے حاضرین کو بڑا افسوس ہوا کہ صلح اور اتحاد کی بنی بنائی بات صرف ایک شخص کی مخالفت سے بگڑ گئی اور اس شخص کو سوائے بدنامی رخنہ اندازی و فتنہ پردازی کے کوئی بات حاصل نہ ہوئی مگر وہی مثل ؎

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی
گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

آخر سب علما کی یہ رائے قرار پائی کہ ہرگاہ ہم مقلدین میں یا خود

اس کا لحاظ ہے بلکہ التزام ہے کہ حنفی جب امام ہو شافعی وغیرہ کی رعایت ضرور ملحوظ رکھے اور شافعی امام ہو تو دوسرے ائمہ مجتہدین کے مقلدین کی ضرور رعایت کرے گو یہ لوگ نہیں مانتے ہیں نہ مانیں مگر بعض علمائے حاضرین کی یہ رائے ٹھہری کہ بلا اس شرط کے مانے ہوئے کیونکر ان کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے یہاں تک کہ جلسہ برخاست ہوا اور نماز ان لوگوں کے پیچھے جائز نہیں رکھی گئی دوسرے روز سب لوگ اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوئے عنقریب کیفیت لکھنؤ سے چھپ کر آئے گی اس کے دیکھنے سے اس میرے بیان کی پوری پوری تصدیق آپ کو ہو جائے گی۔

واقعۂ آرہ مولوی محمد ابراہیم صاحب میری ملاقات کو غازی پور تشریف لائے اور میری دعوت کر کے آرہ لے گئے میں اپنی جماعت کے ساتھ مولوی ابراہیم صاحب کے مکان پر گیا مولوی صاحب کو مع ہم عقائد اہل حدیث کے اپنے ہمراہ لے کر ان کی مسجد میں مختصر وعظ صلح و اتفاق باہمی کا بیان کر کے مولوی صاحب کو جامع مسجد میں لایا مولوی صاحب نے عمدہ عقائد و مضامین کے ساتھ وعظ فرمایا اثنائے وعظ میں چودھری حاجی شجاعت علی صاحب رئیس آرہ نے کہا کہ ائمہ مجتہدین کا کچھ تذکرہ فرمائیے مولوی صاحب نے بڑے زور شور سے تعریف ائمہ مجتہدین اور علمائے مقلدین کی بیان فرمائی اور بعد ختم وعظ کے یوں دعا کی۔ اے اللہ مجھ کو ائمہ مجتہدین و محدثین کی فرماں برداری میں زندہ رکھنا اور ان کی محبت میں مارنا اور قیامت میں ان کے تابعداروں میں محشور کرنا۔ تمام حاضرین کو بڑی خوشی

ہوئی یہاں تک کہ ایک دوسرے سے ملے اور جوش محبت سے طرفین کے دلوں پر ایک عجیب رقت رہی۔ الحمد للہ کہ آرہ میں مصالحت کا رنگ خوب جم گیا عشاء کی نماز ہوئی چونکہ میں مسافر تھا قصر کی وجہ سے حافظ عبدالرزاق صاحب پیش امام جامع مسجد نے نماز پڑھائی باخودہا کی محبت اور باہمی صلح کا اثر تھا کہ ہم مذہب مولوی ابراہیم صاحب جو میرے بغل میں تھے نہ زور سے آمین کہی نہ رفع الیدین کیا اور جس نے آمین بالجہر کی بھی تو ایسی خفیف آواز سے کہ ان کے قریب کے دو چار آدمیوں نے سنی اس سے سب کو بڑی خوشی ہوئی اور نہایت خرمی کے ساتھ ایک دوسرے کو اپنا محب صادق سمجھنے لگا اور آپس میں خیال ازدیاد محبت کا ہو گیا۔

مگر غازی پور۔ بنارس۔ و دیگر بلاد میں ہنوز تصفیے کا عنوان کوئی قائم نہیں ہوا اس وجہ سے ہنوز کوئی غیر مقلد مقلدین کی مسجد میں نہیں آسکتا اور نہ کوئی مقلد غیر مقلدین کی مسجد میں جا سکتا۔ غازی پور میں فقیر نے خود حافظ عبداللہ صاحب سے (جو سر گروہ غیر مقلدین ہیں) کہا کہ صرف جس قدر مولوی ابراہیم صاحب نے جلسۂ ندوۃ العلمائے لکھنؤ میں بیان کیا ہے اور آپ نے بھی اس کو یہاں سنا ہے آپ بھی کہہ دیجئے اور مسجدوں میں باہم آمد و رفت رکھئے اور کسی ایک دوسرے کو منع نہ کیجئے مگر یہ حضرت راضی نہ ہوئے اور کہا کہ جس طور پہ مولوی ابراہیم نے کہا ہے میں ہرگز نہیں کہوں گا پھر کیونکر مصالحت ہوتی اور مولوی محمد سعید بنارسی سے بھی بنارس کے لوگوں نے کہا کہ جس طور پر مولوی ابراہیم صاحب نے اپنی صفائی کر لی آپ بھی ویسے ہی عقائد

کا اظہار کر دیجئے تو مسجدوں میں آئیے جائیے مگر انھوں نے بھی حافظ عبداللہ صاحب کی طرح سے نہ مانا بلکہ ان سے زیادہ شورش کی اور تمام لوگوں میں اپنے انکار کا اشتہار دیا اور مولوی ابراہیم صاحب کو سخت کلامی سے یاد کیا پس بنارس کے لوگوں نے بھی جواب دیا کہ آپ لوگ اگر پہلے عقائد پر جمے رہیں گے تو ہرگز مساجد احناف میں نہیں جا سکتے۔ چنانچہ غازی پور۔ بنارس۔ مرزا پور۔ وغیرہ وغیرہ میں نہ غیر مقلدین نے عقیدے کی صفائی ظاہر کی اور نہ صلح کی بات ہونے دی۔ خدا رحم فرمائے اور مسلمانوں کو باہمی اتفاق کی توفیق دے اور فتنہ و فساد کی باتوں سے بچائے۔ افسوس صد افسوس ہے ان مولویوں پر جن کے مزاج میں اصلاح اصلاً نہیں ہے بلکہ بجھتی ہوئی آگ کو مشتعل کرنا چاہتے ہیں اے میرے خدا اتفاق و محبت امت محمدیہ کو عطا فرما آمین ثم آمین۔

حقیر فقیر محمد امانت اللہ عفی عنہ

حامداً و مصلیاً و مسلماً حضرت مولانا شاہ امانت اللہ صاحب فصیحی غازی پوری مدظلہم العالی کی اس تحریر حق پذیر نے تو غالیان لامذہب اور متعصبان مذہب کی دروغگوئی و حیلہ جوئی اور ناانصافی و کید بانی کی ساری قلعی کھول دی بلکہ ان لوگوں کی صورت پر کدورت آئینۂ واقعۂ آرہ میں دکھا دی یعنی ہم لوگوں کی صلح و راستی اور ان لوگوں کی نفسانیت و کج بحثی صاف صاف بلا اعتساب بتا دی ؎

لامذہبی اب کیا ہے قید کی آزادی
بے قیدیِ مذہب میں ہے دین کی بربادی
کہتے ہو برا سب کو اس سخت کلامی کی
تم نے ہی بنا ڈالی اَلوِزرُ علَی البادِی

حررہ

العبد الاواہ ابو محمد سلامۃ اللہ

غفرلہ اللہ وعفاہ من اجاب لقد اصاب

من جاء بالجواب قد فاز فوزا عظیما من الحدیث والکتاب

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مولانا شاہ امانت اللہ صاحب فصیحی غازی پوری نے موافق منشائے اصل اسلام حسب مقاصد ندوۃ العلما کے آپس میں میل جول اور ایک دوسرے کے پیچھے بلاکراہت نماز پڑھنے کے واسطے یہ سب کوشش کی تھی اور ان لامذہبوں کے ظاہری اقرار کی وجہ سے سب مقلدوں نے باآواز بلند علی رؤس الاشہاد کہدیا تھا کہ اب ہمارے اور ان کے درمیان پوری صفائی ہوگئی اور کوئی بات رکاوٹ کی باقی نہیں رہی اب ہم کو چاہئے کہ آپس میں مثل برادران حقیقی کے اتحاد و محبت کا برتاؤ رکھیں مگر افسوس کہ بعض متعصب لامذہبوں کی مخالفت سے اتحاد کی صورت پیدا نہیں ہوئی۔

مواہیر و دستخط علمائے شہر اندور و چھاؤنی

الجواب صحیح ھکذا فی کتب الفقہ والحدیث۔ خادم شرع رسول اللہ

قاضی حبیب اللہ اندوری۔

من اجاب اصاب

صح الجواب خادم العلماء عبدالواحد حال وارد شہر اندور

صح الجواب سید غیاث الدین ساکن عدن حال وارد اندور
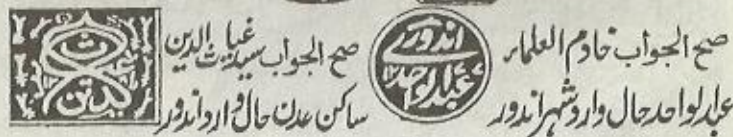
فرقۂ جدیدۂ غیر مقلدین کے عقائد جو مجیب مصیب نے تحریر کئے فی الواقع اہلسنت وجماعت وسلف صالحین کے خلاف ہیں اور یہ فرقہ بدعتی مفسد مفارق الجماعت اور اہلسنت وجماعت سے خارج ہے۔ اور مخالطت اور مجالست فرقۂ مذکورہ کے ساتھ ہرگز جائز نہیں ہے اور اپنی مسجدوں میں ان کو ہرگز آنے دینا نہیں چاہئے اور نماز اس فرقۂ مذکورہ کے پیچھے ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ الراقم خیرخواہ مسلمین

قد اطلعت علی ھذا الجواب المسطور بتمام ما فیہ من اللؤلؤ المنثور فوجدتہ موافقا بالکتاب والسنۃ والدلائل قد جاء الحق

وزہق الباطل اشکر اللہ علی حسن توفیق المجیب المصیب واسألہ
ان یعطیہ فی الدارین اکمل النصیب
حررہ حافظ محمد اکرم قاضی
کمپ مؤ فقط

اعظم اللہ اجر من اجاب فانہ قد نطق بالقول المصاب
واتی بما یشہد بہ السنۃ والکتاب ویقبلہ اولوا الالباب غمقہ تراب
اقدام اہل العلم اضعف عباد اللہ المنان محمد المدعو بعبد
الرحمٰن نائب قاضی کمپ مؤ

ما قالہ المجیب المصیب حق سدید وبالحق المحض عقید جزاہ
اللہ خیر الجزاء عنا وعن المسلمین آمین یارب العلمین
ویا مجیب دعاء السائلین فی کل آن وحین سطرہ الراجی
غفران اللہ المستعان محمد فضل الرحمٰن قاضی دار الفتح اُجین

جو عقائد غیر مقلدین کے انھیں کی کتب معتبرہ سے بیان کئے گئے۔
درحقیقت خلاف عقیدۂ اہل سنت وجماعت ہیں ان کو مفسد دین جان
کران سے مخالطت نہ کریں۔ عاجز محمد عبد الرحمٰن اندوری

مواہیر مشاہیر علمائے دار الاسلام مصطفےٰ آباد عرف رامپور

بلاشبہہ یہ فرقۂ ضالہ (جس کے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ مخالفہ

فرقۂ ناجیۂ اہل سنت والجماعت کے مجیب مصیب نے بحوالۂ رسائل
وفتاوائے باطلۂ غیر مقلدین نقل کئے اور اکثر اس کے راقم الحروف کی
نظر سے بھی گذرے) مبتدع ہے اور اس کے
حق میں یہی حکم ہے جو مجیب مصیب نے
تحریر کیا۔ واللہ سبحانہ الموفق

من اجاب لقد اصاب — الجواب صحیح — هذا الجواب بلا ارتیاب — هذا هو الحق عندی

ذلك كذلك — هذا الجواب بالصواب — ذلك الكتاب لاريب فيه — قد اصاب من اصاب
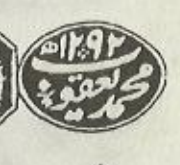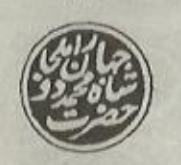
یہ شخص امام اس گروہ غیر مقلدین کا سنی نہیں ہے۔ رافضی ہو تو
عجب نہیں یہ بیچارہ عامیوں کو اپنے ساتھ جہنم میں
لے جانا چاہتا ہے واللہ اعلم۔
کتبہ سید عبد الحق۔ سابق متوطن کانپور حال باشندۂ رامپور

فی الواقع عقیدہ اس فرقۂ جدیدہ وجماعت متحدثہ کا ایسا ہی ہے
جیسا کہ مجیب مصیب نے ثابت کیا۔
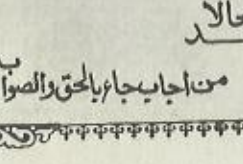
من قال سوی ذلك قد قال محالا
العبد

من اجاب جاء بالحق والصواب — عابد حسن عفی عنہ — الجواب بالسنة والکتاب

واقعی یہ فرقہ باطلہ جس کے جواب میں علمائے دین ہمارے جو کچھ تحریر فرماتے ہیں درست ہے ۔

حررہ الراجی الی رحمۃ اللہ محمد کریم اللہ

الجواب صحیح　　الجواب هو الصواب　　المجیب مصیب

ان حضرات مشیخت مآب حاسدین مفسدین و معاندین مجتہدین و مقلدین اور ان کے مریدین و معتقدین کے حق میں جن کو حضرت حق جل جلالہ و عم نوالہ نے آزادی کا طوق گلے میں ڈال کر ہندوستان کا شیخ نجد بنا کر چھوڑا ہے جس قدر شمشیر دست و زبان کے ذریعے سے مقابلہ بر محل کیا جائے تھوڑا ہے فی الحقیقت یہ سب کے سب ضال اور مضل ہیں اور سلسلۂ مذاہب اربعۂ فقہ سے خارج اور محمدی بن کر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں رخنہ انداز و مخل باعث فتنہ و فساد اور ان کے عقائد پر مکائد منجر بکفر و شرک و الحاد ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد وہو الموفق الی سبیل الرشاد ومنہ المبدأ و الیہ المعاد۔ الا لا ینفوہ بذلک العقائد المذکورۃ الامن لہ ذہن سقیم واللہ سبحانہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ کتبہ العبد الاثم ابو الجمیل معین الدین محمد عبد الجلیل صانہ اللہ عن کل دمیل و زمیل ۔

مہر تلمیذ حضرت مولانا مولوی　　محمد ارشاد حسین سلمہ رب المشرقین

اصاب من اجاب　　الجواب صحیح والمجیب مصیب　　ان ھذا الجواب صحیح

هوالموفق

ان ھٰذا الجواب موافق
السنۃ والکتاب کتبہ
العبد المذنب محمد
عبد القادر

هوالمستعان

فی الحقیقت یہ جواب
باصواب معین مقلدین
اور حق الیقین ہے
محمد عبدالقادر خان

هوالرحمٰن الرحیم

لاشک ان ھٰذا الجواب
صحیح والمجیب مصیب
فقط حررہ الاثیم محمد
عبد الکریم

دار العلوم امجدیہ اہلسنت ارشد العلوم اوجھا گنج ضلع بستی (یوپی)

نونہالان قوم وملت کی تعلیم وتربیت
اور
اسلام وسنیت ومسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت میں سرگرم عمل

وجوب تقلید شخصی کے ثبوت میں مکہ مکرمہ کے مفتیان کرام کا فتویٰ[۱]

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے مکہ مکرمہ اس باب میں کہ ہمارے زمانے میں عامی کو چار اماموں میں سے ایک کی تقلید واجب ہے یا عالموں میں سے جس کی چاہے تقلید کرلے۔ اور درصورت کہ ایک امام کی تقلید واجب ٹھہری تو کیا تقلید شخصی یعنی ایک ہی امام کی پیروی سب فروع میں جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب۔ ساری حمد وثنا خدائے یکتا کیلئے خاص ہے۔ جہان کے مددگار سے توفیق اور مدد کا خواستگار ہوں۔ بیشک ہمارے زمانے میں ائمہ اربعہ میں سے ایک امام کی تقلید واجب ہے اس پر جو درجۂ اجتہاد کو نہ پہونچے۔ اور بتحقیق تقلید شخصی جائز اور پسندیدہ ہے بلکہ حنفیوں اور شافعیوں کے نزدیک لازم ہے۔

پہلی بات یعنی ائمہ اربعہ میں سے ایک امام کی تقلید کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ ہرچندان چار اماموں کے سوا کسی دوسرے مجتہد کی تقلید بھی عقلاً وشرعاً جائز ہے مگر چونکہ ان چار اماموں کے علاوہ کسی کے مذہب کی تدوین، قواعد کا ضبط، حکموں کا استقرار اور سب فروع کی تحریر عمل میں نہیں آئی اس لئے چاروں اماموں میں سے ایک مجتہد کی تقلید واجب ہے۔ کیونکہ ان کے مذاہب

السوال۔ ما قولکم دام فضلکم فی ان العامی ھل یجب علیہ فی زماننا ھٰذا التقلید بواحد من المجتھدین الاربعۃ اولہ ان یقلد من شاء من العلماء۔ وعلیٰ تقلید وجوب تقلید احد منھم ھل یجوز التقلید الشخصی بان یقلد احد واحدا منھم بالتعیین فی جمیع الفروع ام لا؟

الجواب۔ الحمد للہ وحدہ ومن ممد الکون استمد التوفیق والعون انہ یجب علی المقلد الذی لم یبلغ درجۃ الاجتھاد فی زماننا ھٰذا تقلید واحد منھم و ان التقلید الشخصی جائز بل مستحسن بل لازم علی القول المشھور عند الحنفیۃ والشافعیۃ۔

اما الاول فلان التقلید بغیر ھٰؤلاء الاربعۃ من المجتھدین وان کان جائزا عقلاً وشرعاً تقلید ھم لکنہ لما لم یثبت تدوین مذھب ذلک الغیر وضبط قواعدہ واستقرار احکامہ وتحریر تلک الاحکام فرعاً فرعاً کما ثبت لمذاھب ھٰؤلاء الاربعۃ یجب علی المقلد تقلید واحد منھم لان مذاھبھم

---

(۱) ماخوذ از تنبیہ الوہابیین ص ۲۹۱ تا ص ۲۹۷ - الامجدی

قد دونت وقواعدها قد ضبطت واحكام تلك القواعد قد استقرت وتابعيهم قد حرروها غاية التحرير بحيث لا يوجد حكم الا وهو منصوص اما اجمالا واما تفصيلا۔

قال المحقق ابن الهمام فی آخر تکملة تحریر الاصول نقل امام الحرمین اجماع المحققین علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابة بل یقلدون من بعدهم الذین تدبروا ووضعوا ودونوا وعلی هذا ما ذکرہ بعض المتاخرین من منع تقلید غیر الاربعة لانضباط مسائلهم وتقییدها وتخصیص عمومها ولم یدر مثله فی غیرهم لانقراض اتباعهم وهو صحیح انتهی۔

وقال المحقق ابن نجیم فی ذیل القاعدة الاولی من الفن الاول من الاشباہ ناقلا عن التحریر ان الاجماع قد انعقد علی عدم العمل بمذهب مخالف للائمة الاربعة انتهی۔ وقال الطحطاوی فی حاشیته علی الدر فی کتاب الذبائح قال بعض المفسرین فعلیکم یا معشر المسلمین اتباع فرقة الناجیة المسماة باهل السنة

بخوبی مدون ہو گئے ہیں اور قاعدے مضبوط اور احکام مقرر ہیں۔ اور ان کے متبعین بھی سب مسائل عمدگی سے لکھے ہیں یہاں تک ہر ہر جزئی خواہ اجمالاً ہو خواہ تفصیلاً منصوص ہے۔

محقق امام ابن ہمام نے کتاب تحریر الاصول کے تکملہ میں امام الحرمین سے نقل کیا ہے کہ محققین کا اس بات پر اجماع ہے کہ عام مسلمان صحابہ کبار کی تقلید سے منع کئے جائیں بلکہ تقلید بعد والوں کی کریں جو تدبر سے کام لے، قاعدے وضع کئے۔ اور مذہب مدون کئے۔ اور اسی بنیاد پر ہے جو بعض متاخرین نے چار اماموں کے سوا کسی اور کی تقلید کو منع فرمایا ہے۔ اس لئے کہ انھیں چار مذہبوں میں ضبط، تقیید اور تخصیص موجود ہے چنانچہ ایسا انتظام کسی اور مذہب میں نہیں ہے کیوں کہ ان کا تابع کوئی نہیں رہا۔ اور یہ تصریح متاخرین کی صحیح ہے انتھیٰ۔

اور محقق ابن نجیم مصری نے بھی اشباہ کے پہلے فن کے پہلے قاعدے میں تحریر سے نقل کیا ہے کہ ان چار مذہبوں کے مخالف پر عمل کرنے میں اجماعی ممانعت ہے انتہیٰ۔ اور علامہ سید احمد طحطاوی نے حاشیہ در مختار کے کتاب الذبائح میں بعض مفسرین سے نقل کیا ہے کہ سب مسلمانوں پر فرقۂ ناجیہ اہلسنت کا اتباع لازم ہے۔ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ کی نصرت

والجماعة فان نصرة الله وحفظه وتوفیقه فی موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فی مخالفتهم وهذه الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم فی مذاهب الاربعة هم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا من هذه المذاهب الاربعة فهو من اهل البدعة والنار انتهی

وقال المحقق ابن حجر المکی فی الفتح المبین شرح الاربعین للامام النووی اما فی زماننا فقال بعض ایمتنا لا یجوز تقلید غیر الائمة الاربعة الشافعی ومالك وابی حنیفة واحمد بن حنبل رضوان الله علیهم لان هؤلاء عرفت قواعد مذهبهم واستقرت احکامهم وکثر تابعوهم وحرروها فرعا فرعا وحکما وحکما فلا یوجد حکم الا وهو منصوص لهم اجمالا او تفصیلا بخلاف غیرهم فان مذاهبهم لم تحرر ولم تدون کذلك فلا یعرف لها قواعد یستخرج احکامها فلم یجز تقلیدهم فیما حفظ عنهم لانه قد یکون مشروطا بشروط اخری وکلوها الی فهم من قواعدهم فقلت الثقة بما یحفظ عنهم من قیود او شروط فلم یجز التقلید انتهی۔ فظهر مما نقلنا ان العامی یجب علیه فی زماننا

اس کی حفاظت اور اس کی توفیق اہلسنت کی موافقت میں ہے۔ اور غضب و عذاب الٰہی اور رسوائی اہلسنت کی مخالفت میں ہے۔ اور یہ فرقۂ ناجیہ آج چار مذہبوں میں منحصر ہے۔ یعنی حنفی، مالکی، شافعی، اور حنبلی۔ اور جو شخص ان چار مذہبوں سے خارج ہے وہ بدعتی اور ناری ہے انتھےٰ۔

اور محقق ابن حجر مکی فتح المبین میں جو امام نووی کی اربعین کی شرح ہے لکھتے ہیں۔ لیکن ہمارے زمانے میں تو ہمارے بعض ائمۂ دین نے فرمایا ہے کہ چار اماموں یعنی امام شافعی، امام مالک امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کے علاوہ کسی دوسرے کی تقلید جائز نہیں۔ اس لئے کہ ائمۂ اربعہ کے مذاہب کے قاعدے مشہور اور احکام مقرر ہیں۔ اور ان کے متبعین نے ہر فرع اور ہر حکم کو لکھ دیا ہے کوئی حکم غیر منصوص نہیں خواہ اجمالاً یا تفصیلاً۔ برخلاف دوسرے مذہبوں کے کہ وہ ایسے مرتب اور مدون نہیں نہ ان کے قواعد مشہور ہیں جن سے احکام نکالے جائیں۔ تو ہمیں ان کے محفوظ احکام میں بھی تقلید جائز نہ ہوئی۔ کیوں کہ کبھی کوئی بات کسی ایسی شرط سے مشروط ہے جو ان کے قواعد سے مفہوم ہے یعنی صریح مذکور نہیں۔ پس قیود اور شرائط محفوظ کا بھی اعتبار کم ہو گیا تو ان کی اب تقلید جائز نہ ہوئی انتھےٰ۔ لہٰذا ان منقولات سے

هذا التقليد واحد من المجتهدين الاربعة رضوان الله عليهم اجمعين وليس له ان يقلد غيرهم

ظاہر ہے کہ ہمارے زمانے میں عوام یعنی مجتہدین سے کم رتبے کے مسلمانوں پر واجب ہے کہ ائمۂ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی تقلید کریں۔ ان کے علاوہ کسی اور کی تقلید جائز نہیں

واما الثانی فلانه اقرب الی الضبط وابعد عن الخبط وفی ترکه خوف تلاعب متلاعب بمذاهب المجتهدین ولزوم مفاسد یتعسر اصلاحها علی المصلحین فلهذا اجتهد الفحول من علماء اهل السنة والجماعة سلفاً وخلفاً فی تحریر مذهب من قلدوه وما خلطوا ذلك المذاهب بمذهب غیره واختار المحققون منهم اتباع المقلد لمذهب امامه فی کل تفصیل۔

دوسری بات یعنی تقلید شخصی کا جواز اور لزوم تو اس لئے کہ وہ بہت مضبوط ہے۔ خبط سے بہت دور ہے اور اس کے ترک میں مجتہدین کے مذہبوں سے لہو و لعب کا خوف ہے۔ نیز تقلید شخصی کے ترک میں ایسے فساد لازم آتے ہیں جن کی اصلاح کسی اصلاح کرنے والے سے ناممکن ہے۔ اسی واسطے بڑے بڑے نامی گرامی علمائے اہلسنت نے خواہ متقدمین میں سے تھے یا متاخرین سے اپنے امام کے مذہب کے لکھنے میں ایسی کوشش کی کہ وہ دوسرے مذہب سے خلط نہ ہو۔ اور محققین نے یہی اختیار کیا ہے کہ مقلد کو ہر معاملے میں اپنے امام ہی کی تقلید کرنی چاہئے۔

وقال الامام الغزالی فی بحث ارکان الامر بالمعروف والنهی عن المنکر علی کل مقلد اتباع مقلده فی کل تفصیل فاذاً امخالفة المقلد متفق علی کونه منکراً بین المحصلین انتهی۔ وقال القُهستانی فی شرح مختصر الوقایة قُبیل کتاب الاشربة واعلمان من جعل الحق متعدداً کالمعتزلة اثبت للعامی

حضرت امام غزالی نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ارکان میں لکھا ہے کہ ہر مقلد پر ہر مسئلے میں اپنے امام ہی کی تقلید لازم ہے اور امام کی مخالفت گناہ ہے۔ انتہی۔ اور قہستانی نے مختصر الوقایہ کی شرح میں کتاب الاشربہ کے پہلے لکھا ہے۔ جان لو کہ جس نے معتزلہ کی طرح حق کو متعدد قرار دیا اس نے عام مسلمانوں کے لئے ہر مذہب پر عمل کرنے کا اختیار ثابت کیا۔

الخیار فی الاخذ من کل مذهب ما یهواه ومن جعل الحق واحداً کعلمائنا الزم للعامی اماما واحداً کما فی الکشف فلو اخذ من کل مذهب مباحه صار فاسقا تاما کما فی شرح الطحاوی انتهی۔

اور جس نے اہلسنت کے طور پر حق ایک ہی مقرر کیا اس نے ایک ہی امام کی پیروی کو لازم ٹھہرایا جیسا کہ کشف میں لکھا ہے۔ لہذا جس نے ہر مذہب سے اپنے مطلب کے موافق لے لیا وہ پورے طور پر فاسق ہوگیا جیسا کہ شرح طحاوی میں ہے۔

وقال الامام الشعرانی فی المیزان اما من لم یصل الی شهود عین الشریعة الاولی وجب علیه التقلید بمذهب واحد خوفا من الوقوع فی الضلال وعلیه عمل الناس الیوم انتهی۔ وقال المحدث الدهلوی ولی الله فی عقد الجید المرجح عند الفقهاء ان العامی المنتسب الی مذهب لا یجوز له مخالفته انتهی۔

اور امام شعرانی نے میزان میں لکھا ہے کہ جو شخص عین شریعت اولیٰ کے شہود تک یعنی رتبۂ اجتہاد تک نہیں پہونچا اس پر ایک ہی مذہب کی تقلید واجب ہے تاکہ گمراہ نہ ہو اور اسی وجوب تقلید شخصی پر مسلمانوں کا عمل ہے انتہی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے عقد الجید میں لکھا ہے کہ فقہا کے نزدیک اسی کو ترجیح ہے کہ مذہب کے مقلد کو اپنے مذہب کی مخالفت جائز نہیں۔ انتہی۔

ومن قال ان التقلید مطلقا او التقلید الشخصی بدعة وضلالة فهو مبتدع ضال ویلزم علی قوله ان السواد الاعظم من الامة المحمدیة اجتمعوا علی الضلالة وان مائة الوف منهم من العلماء العظام والاولیاء الکرام وغیر المحصورین من الصلحاء الفخام الذین اتفقت جمهور اهل السنة والجماعة علی عظمة شانهم وجلالتهم وصلاحهم وورعهم وصلابتهم فی امر الدین کانوا مبتدعین

اور جس نے کہا کہ مطلق تقلید یا تقلید شخصی بدعت اور گمراہی ہے تو وہ خود بدعتی اور گمراہ ہے۔ اور اس کے قول پر لازم آیا کہ امت مرحومہ کا سواد اعظم گمراہی پر ہے۔ اور لاکھوں مقلد مسلمان جن میں بے شمار علمائے عظام اولیائے کرام، اور صلحائے فخام داخل ہیں۔ اور جن کی عظمت شان، جلالت برہان، صلاح و تقویٰ اور صلابت دینی پر جمہور اہلسنت و جماعت متفق الکلمہ شاہد ہیں۔ وہ سب کے سب بدعتی اور گمراہ تھے اور بدعت و گمراہی پر مرے۔ پناہ بخدا پھر پناہ بخدا ایسے قول و قائلین سے۔

ضالین وماتوا علی البدعة والضلالة حاشا ثم حاشا ان یکونوا کذلک۔

وقد قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی أو قال امة محمد علی ضلالة وید اللہ علی الجماعة من شذ شذ فی النار. رواہ الترمذی وقال اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار بل ھذہ الشرذمة القلیلة یخاف علیھم ان یکونوا مطامع الشیطان و ان یخلعوا ربقة الاسلام عن اعناقھم۔

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذة والقاصیة والناحیة وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعة والعامة۔ رواہ احمد۔ وقال من فارق الجماعة شبرًا فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقہ رواہ احمد وابوداؤد۔

والعجب من ھؤلاء الجھلة انھم یدعون الناس الی تقلیدھم

حالانکہ بیشک وہ لوگ ایسے نہ تھے جیسا کہ یہ لوگ ان پر گمان کرتے ہیں۔

اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اور خدائے تعالیٰ کا دست قدرت جماعت پر ہے۔ جو جماعت سے نکلا وہ آگ میں جا پڑا۔ روایت کیا اسکو ترمذی نے اور ارشاد فرمایا کہ تم سواد اعظم کی پیروی کرو۔ بیشک جو ان سے نکلا وہ آگ میں جا پڑا۔ لہٰذا لاکھوں خواص وعام اہل اسلام مقلدین مذہب گمراہ نہیں ہیں بلکہ یہ چند شخص منکرین تقلید جن پر سخت خوف ہے کہ شیطان کے منظور اسلام کا قلادہ اپنی گردنوں سے اتار دیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جیسا کہ بکریوں کا بھیڑیا اکیلی اور کنارے رہنے والی کو پکڑ لیتا ہے۔ اختلاف سے بچو اور جماعت وجمہور سے مل جاؤ۔ روایت کیا اس حدیث کو امام احمد نے۔ اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اسلام کی جماعت سے بالشت بھر نکلا تو بیشک اس نے اسلام کا قلادہ اپنی گردن سے نکال دیا۔ روایت کیا اس کو امام احمد اور ابوداؤد نے۔

تعجب ہے ان جاہلوں سے جو لوگوں کو اپنی تقلید کی طرف بلاتے ہیں اور ائمہ مجتہدین کی

ویمنعون الناس عن تقلید الائمة المجتھدین الذین انعقد الاجماع علی کمال علمھم ودیانتھم وورعھم وقوة اجتھادھم فی استنباط المسائل وغایة سعیھم فی امر الدین وفقنا اللہ وایاھم للصواب واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ امر برقمہ خادم الشریعة عبدالرحمٰن بن عبداللہ سراج الحنفی مفتی مکة المکرمة کان اللہ لھما۔

تقلید سے ہٹاتے ہیں جن کے کمال علم و دیانت اور پرہیزگاری واجتہاد پر سب کا اجماع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور ان کو نیک توفیق دے۔

اور خدائے تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ یہ جواب لکھوایا عبدالرحمٰن بن عبداللہ سراج مکہ مکرمہ کے مفتی نے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے۔

حامدا مصلیا مسلما ولقد اجاد مولانا مفتی الاسلام دام مجدہٗ فی ما افاد۔

مولانا مفتی اسلام نے بہت عمدہ جواب کا افادہ فرمایا ہے۔ ان کی بزرگی ہمیشہ رہے۔

الحمد للہ وحدہ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی من لا نبی بعدہ۔ قد اطلعت علی ما حررہ مفتی الانام ببلد اللہ الحرام من الجواب عن السوال عن وجوب التقلید لواحد من الائمة الاربعة من غیر تردید فوجدتہ جوابا صحیحا مطابقا لما ھو فی المذاھب منصوص علیہ فیجب الرجوع عند الاختلاف الیہ وفیہ کفایة ومقنع لمن کان بمرئً من التوفیق

خدائے یکتا کو سب حمد ہے اور اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ میں نے مکہ شریف کے مفتی اسلام کے جواب کا مطالعہ کیا جو ائمہ اربعہ سے ایک امام کی تقلید کے سوال پر تحریر فرمایا ہے۔ تو میں نے اس کو صحیح جواب مذاہب حقہ کے مطابق پایا۔ اختلاف کی حالت میں اس تحریر کی طرف رجوع واجب ہے۔ اور اس میں اس کے لئے کفایت وقناعت ہے جس

ومسبع واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔ امر برقمه المرتجی من ربه الغفران احمد بن زین دحلان مفتی الشافعیة بمكة المحمية غفر الله له ولوالديه ومشايخه ومحبيه وجميع المسلمين۔

الله
المرتجي من به الغفران
السيد احمد دحلان
مفتي الشافعية
بمكة المحمية
۱۲۷۱

توفیق سے مدد ملی اور خدائے تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے، اسے احمد بن زین دحلان مکی شافعیوں کے مفتی نے لکھوایا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس والدین کو اور اس کے مشائخ و دوستوں کو اور سب مسلمانوں کو بخشے۔

الحمد للہ وحدہ وصلی اللہ تعالیٰ علی من لا نبی بعدہ رب زدنی علما۔ اما بعد فقد اطلعت علی هذا السؤال وما حررہ مولانا مفتی مکة المشرفة فی الحال فی خصوص التقلید لواحد من الایمة الاربعة هو عین الصواب الموافق لنصوص المذهب بلا شك ولا ارتياب وحيث انه جواب صحيح مطابق للسنة السنية والشريعة النبوية فيجب ان يكون المعول عليه والمرجع عند الاشتباه اليه والله الموفق للصواب ۔ واليه المرجع والمآب والله اعلم

خدائے یکتا کے لئے ساری حمد و ثنا ہے۔ اور خدا کا درود ہو ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں اے اللہ! مجھ کو زیادہ علم دے۔ اما بعد میں مطلع ہوا سوال اور مفتی مکہ معظمہ کے اس جواب پر جو تقلید شخصی کے ثبوت میں لکھا گیا ہے۔ یہ عین صواب اور بیشک مذہب کی تصریحات کے موافق ہے۔ اور چونکہ یہ صحیح جواب شریعت اسلامیہ کے موافق ہے۔ تو اسی پر اعتبار کا دار و مدار ہے اور اشتباہ کے وقت اس کی طرف رجوع لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ موفق صواب ہے اور اسی کی طرف مرجع و مآب ہے۔

خادم الشریعة ببلد الله المحمية ابوبكر محی بسیونی مفتی المالكية كان الله فی عونه

ابوبكر
محی بسیونی

ابوبکر محی بسیونی مکی مالکیوں کے مفتی نے اسے لکھا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے۔

علی
بن محمد بن
حمید
۱۲۸۰

الجواب صواب
علی بن محمد بن حمید مفتی الحنابلة بمكة المكرمة

اسلامی اخلاق و آدابؒ

ماخوذ "اسلام کی پہلی کتاب" از حضرت مولانا غلام محمد دربھیروی رحمۃ اللہ علیہ

○ جو کام شروع کرو پہلے بسم اللہ پڑھو۔
○ جو کام شروع کرو اس کے انجام کو خوب سوچ لو تاکہ آخر میں کوئی پریشانی نہ ہو۔
○ ہجومِ خلق اور آمد و رفت آدمیوں سے نہ گھبراؤ اور ترش رُو مت ہو۔
○ اپنے رُتبے، عزت اور بزرگی پر غرور ہرگز نہ کرنا چاہیئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اور ہر کمال کو زوال ہے۔
○ نماز اور کھانے کا وقت برابر ہو تو پہلے کھانا کھالو۔ اگر بھوک غالب نہ ہو تو نماز کو مقدم سمجھو۔
○ کھانا کھانے کے وقت لقمہ چھوٹا ہو۔ خوب چبا کر نگلو۔ جب تک پہلا لقمہ نہ نگل لو دوسرے لقمے پر ہاتھ نہ بڑھاؤ۔
○ روٹی پر ہڈی وغیرہ نہ رکھو۔ جس چیز کے ساتھ روٹی کھاتے ہو اس کا روٹی پر رکھنا منع ہے۔ طعام کے اندر پھونکیں نہ مارو بلکہ ٹھنڈا کر کے کھاؤ۔
○ نیک لوگوں کی آبرو کو اپنی زبان سے ٹکڑے مت کرو تاکہ دوزخ کے کُتے تمہارے بدن کو ٹکڑے نہ کریں۔
○ جو کوئی خدا کی نعمت کی قدر نہیں کرتا وہ نعمت اس سے چھین لی جاتی ہے۔
○ آنکھ کی حفاظت کرنا لازم ہے کیونکہ وہ سب فتنوں اور آفتوں کا سبب ہے۔
○ نظر کو بے فائدہ چیزوں سے روکنا عبادت کی لذت و حلاوت اور دل کی صفائی پیدا کرتا ہے۔
○ اصل یہ ہے کہ اپنے عضووں کا دھیان کرو کہ ہر ایک کو کس لیے پیدا کیا ہے۔ اسی کام کے لیے اس کو برتو۔